ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۳۶

ہمارا ایک خدا ہے اور زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری غیرت رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح جھوٹوں کو ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے

دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ غضب کے نشان کم سے کم ظاہر کرے اور رحمت کے نشان، جن سے قوم بچائی جائے اور بکثرت حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں داخل ہو، وہ زیادہ دکھائے

جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں معاندین احمدیت کے عبرت انگیز واقعات کا تذکرہ

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کی کاروائی کی مختصر روداد)

(دوسری قسط)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے اختتامی خطاب میں معاندین احمدیت کے عبرت انگیز واقعات کا ذکر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا:

آج میں نے اس غرض سے اس مضمون کو چنا ہے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ ایک بڑی پکڑ قریب آ رہی ہے اور اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ میں کسی بات پر بات کر رہا ہوں۔ اس وجہ سے میں تنبیہ کی خاطر، اس لئے نہیں کہ ان باتوں پر ہم خوش ہوں نعوذ باللہ من ذالک، ہمیں تو دشمن کی موت سے بھی تکلیف پہنچتی ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر کمینوں کی طرح ہم فخر کرنے والے لوگ ہرگز نہیں ہیں۔ مگر عبرت کا نشان جو لوگ بنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس یہ امانت ہے اور خدا کی تائید کے نشانات کے طور پر بھاری دل کے ساتھ بھی ہمیں ضرور پیش کرنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے جن میں کچھ بھی شرافت کا شائبہ باقی ہے ان کو عقل عطا فرمائے اور ہماری قوم کو عذاب الیم سے بچا لے۔

☆ مولوی محمد رمضان علوی صاحب کے مرنے پر روزنامہ جنگ راولپنڈی اپنی اشاعت ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء میں لکھتا ہے کہ:

وہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس کو بچوں کی طرح چاہتے تھے۔ مرزائیت کی سرگرمیوں کے محاسبہ کے لئے قائم کی جانے والی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر تھے۔ پنڈی میں سرگرم عمل تھے۔ ۱۹۶۹ء میں مشہور مرزائی رہنما مرزا ایم ایم احمد پر قاتلانہ حملہ کرنے والے اسلم قریشی اور اسلام آباد میں بعض مساجد کے پلاٹوں پر قادیانی حضرات سے مقدمہ کی ذمہ داری آپ پر تھی۔ ۱۶ جنوری کو قاضی اسرارالحق سے ملنے کے لئے گئے تاکہ ضلع اٹک میں ایک قادیانی خاتون کی مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کے ضمن میں پیدا ہونے والی صورتحال پر مشورہ ہو سکے۔ لیکن مری روڈ کراس کرتے ہوئے ایک گاڑی کی زد میں آ گئے اور ایسا کچلے گئے کہ ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ باقی صفحہ نمبر ۳

ایمان کا اول تقاضا یہی ہے کہ انسان اللہ کے لئے خرچ کرے مگر دوسرا پہلو یہ ہے کہ خدا کے بندوں پر بھی خرچ کرے

اپنی مخفی قربانیوں کی حفاظت کریں، ان پر نظر رکھیں اور انہیں پہلے سے زیادہ خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے رہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء)

لندن (یکم ستمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں مالی قربانیوں اور انفاق سبیل اللہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ حقیقی نیکی وہی نیکی ہے جو محبت کے تعلق میں خرچ پر آمادہ کرے۔ آپ نے فرمایا کہ جس چیز سے انسان کو محبت ہو وہ چیز انسان خرچ کر ہی نہیں سکتا جب تک اس سے جس کے لئے اس چیز کو خرچ کرنا ہے زیادہ محبت نہ ہو۔ آپ نے بتایا کہ قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے رکتے ہیں وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ پھر قرآن کریم صرف خرچ کی ہی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ایسے انداز سے خرچ کرنے کی تعلیم دیتا ہے جو بہت اچھا ہو اور بتاتا ہے کہ ایسے طریق پر قربانیاں سجا کر پیش کرو کہ تمہاری قربانی میں حسن پیدا ہو جائے۔ باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر روزانہ ایک گھنٹے کا ایک پروگرام "ملاقات" پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شرکت فرماتے ہیں۔ قارئین الفضل کی سہولت کے لئے مختصرات کے عنوان کے تحت اس کالم میں اس کا اشاریہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ جس موضوع میں دلچسپی رکھتے ہیں اس روز کی کیسٹ آڈیو یا ویڈیو حاصل کر کے استفادہ کر سکیں۔

ہفتہ ۱۹ اگست ۱۹۹۵ء:

حسب ارشاد سیدنا حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ آج مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے بچوں کی کلاس لی۔

اتوار ۱۹ اگست ۱۹۹۵ء:

آج ۲۱ مئی کو ہونے والے پروگرام کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ جس میں انگلستان کے انگریز احمدی احباب نے حضور انور سے ملاقات کی۔ حضور نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔

☆ اس ملک کے اکثر لوگ جوا اور شراب کے رسیا دکھائی دیتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمان کس طریق سے ان کو خدا تعالیٰ کی سچی محبت سے آشنا کر سکتے ہیں۔

☆ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں روزوں کے آغاز کے بارہ میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ کوئی ایک دن رمضان کا آغاز کرتا ہے اور کوئی دوسرے دن۔ اس کا حل کیا ہے؟

☆ خودکشی کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟

☆ کیا ہومیوپیتھک ادویات کے مؤثر ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ انسان پہلے سے اس بارہ میں کچھ اعتقاد رکھتا ہو؟

☆ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا...... الخ" دوسری جگہ "ولنبلونکم بشئی من الخوف ...... الخ" گویا ایک جگہ خوف کے آنے کا ذکر ہے دوسری جگہ خوف کے نہ ہونے کا۔ اس کی کیا وضاحت ہے؟

☆ ایک یورپین احمدی مسلم کے طور پر میرے لئے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ایشیائی اور خاص طور پر پاکستانی مسلمان احمدیوں سے بہیمانہ سلوک کیوں کرتے ہیں۔ خاص طور پر شب قدر میں ہونے والے حالیہ واقعہ کے پس منظر میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

☆ ایک دوست نے سوال کیا کہ وہ اپنے چھ سالہ بچے کو سکول کی عام تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی زبان سکھانے پر بھی بہت زور دے رہا ہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے اور کیا بچہ کے لئے (چھوٹی عمر کی وجہ سے) نقصان دہ تو نہیں ہو سکتا؟

☆ ہم احمدی مسلمان تو دین اسلام کی ہر بات جاننے کے لئے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ غیر احمدی مسلمان اپنے عقائد و نظریات کی بنیاد کس بات پر رکھتے ہیں؟

☆ انگریزی زبان میں کہا جاتا ہے کہ Only theGood die young (صرف نیک لوگ ہی جوانی میں فوت ہوتے ہیں) کیا اس محاورہ میں کوئی صداقت یا حقیقت ہے؟

☆ اہل یورپ کی اکثریت کب تک حلقہ بگوش اسلام ہوگی۔

سوموار ۲۱ اگست ۱۹۹۵ء:

آج حسب معمول ہومیوپیتھی کلاس ہوئی۔ یہ کلاس نمبر ۱۰۲ تھی۔

منگل ۲۲ اگست ۱۹۹۵ء:

بعض وجوہات کی بنا پر ہومیوپیتھی کی کلاس نہیں دکھائی جا سکی۔ اس کی بجائے ۱۴ جون ۱۹۹۵ء کو منعقد ہونے والی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۱ کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔

بدھ ۲۳ اگست ۱۹۹۵ء:

بعض وجوہات کی بنا پر ترجمة القرآن کی تازہ کلاس نہیں دکھائی جا سکی۔ اس کی بجائے ۱۷ نومبر ۱۹۹۴ء کو منعقدہ ترجمة القرآن کلاس نمبر ۲۰ کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔

جمعرات ۲۴ اگست ۱۹۹۵ء:

گزشتہ بدھ منعقد ہونے والی ترجمة القرآن کلاس آج دکھائی گئی۔ یہ ترجمة القرآن کی کلاس نمبر ۷۷ تھی۔ اور ترجمة القرآن کلاس نمبر ۷۸ کی ریکارڈنگ جمعة المبارک ۲۵ اگست کے روز دوپہر بارہ بجے نشر کی گئی۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَنْصُرُہٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا اَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُہٗ ؟ قَالَ : تَحْجُزُہٗ اَوْ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُہٗ۔

(بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ انہ اخوہ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنے مظلوم بھائی کی مدد کا مطلب تو سمجھتا ہوں لیکن ظالم بھائی کی کس طرح مدد کروں ؟ آپؐ نے فرمایا اس کو ظلم سے روکو اور اس سے اس کو منع کرو، یہی اس کی مدد ہے۔

بادِ نسیم کے اس شریر جھونکے کے نام
جو دیارِ یار سے آیا اور آنکھوں کی راہ سے ہو کر محبت کے سمندر میں گم ہو گیا

تیری آنکھوں نے جن آنکھوں کی زیارت کی ہے
ہم نے ان آنکھوں کی آنکھوں سے عبادت کی ہے!

ہم نے جن آنکھوں کی آنکھوں سے عبادت کی ہے
کتنی خوش بخت ہیں خوشحال ہیں آنکھیں تیری
تیری آنکھوں نے ان آنکھوں کی زیارت کی ہے

آنکھیں جن کے لئے ترساں ہیں ہزاروں آنکھیں
دیدہ ور آپ کریں چشم براہی جن کی
جن کی تحریم پہ قرباں ہیں ہزاروں آنکھیں

آنکھیں ـ والطّور ہیں جن آنکھوں سے آنکھیں اپنی
جو بصارت کو بصیرت میں بدل دیتی ہیں
زمزمِ نور ہیں جن آنکھوں سے آنکھیں اپنی

طاہر و اطہر و طہار و مطاہر آنکھیں
فخرِ اکسیر بنے جن سے ہر اک مشتِ غبار
والضحیٰ جن سے ہوں والیل کی ساحر آنکھیں

تیری آنکھوں میں وہی عکسِ نظر ہے جاناں!
منتظر رہتے ہیں بے تاب سویرے جن کے
ضوفشاں جن سے شبِ غم کی سحر ہے جاناں

آ! تری آنکھوں کو ہم چوم لیں اپنے لب سے
آ! کریں دیدۂ ہجراں سے مئے وصل کشید
آ! کہ ہیں دید سے ہاری ہوئی آنکھیں کب سے

آ! تری آنکھوں سے ان آنکھوں کو منسوب کریں
آ! عقیدت کو نئے اوجِ معانی بخشیں
آ! تری آنکھوں کو ہم کعبۂ محبوب کریں!

کتنی خوش مل کے ان آنکھوں سے ہیں آنکھیں تیری
کاش! لگ جائیں ترے رخ پہ ہماری آنکھیں
کاش! آ جائیں جو ان آنکھوں میں آنکھیں تیری

جب بھی لڑتی ہیں تیری آنکھوں سے آنکھیں اپنی
رشک کرتی ہیں تیری آنکھوں پہ آنکھیں اپنی

(ایچ ـ آر ـ ساحر ـ امریکہ)

بقیہ (خلاصہ خطبہ جمعہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء)

حضور نے فرمایا کہ محبت کے خرچ دکھاوے کے طور پر نہیں ہوتے بلکہ سرّا ہوتے ہیں اور مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ جس کی خاطر خرچ کیا جا رہا ہے اس کی نظر میں آ جائے۔ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کرنے والے اس بات سے بے نیاز ہوتے ہیں کہ کسی اور کو بھی اس قربانی کا علم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور جو مخفی طور پر اللہ سے محبت کرتا ہے اور روزمرہ کے دستور کے علاوہ بھی ایسے محبت کے رنگ رکھتا ہے جو عام انسانوں کی عادت نہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ بھی خارق عادت طور پر اعجازی سلوک فرماتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پس آپ اپنی قربانیوں کی حفاظت کریں، ان پر نظر رکھیں اور انہیں پہلے سے زیادہ خوبصورت بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔ آپ نے بتایا کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو مالی قربانی کرتے ہیں مگر اسے بوجھ سمجھتے ہیں۔ ان کا خرچ انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنیہ کے حوالہ سے بتایا کہ درحقیقت جو مال خدا کے رستے سے روکا جائے وہ ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور سب سے اول روحانی ہلاکت ہے جو پیشِ نظر ہے۔ پھر بعض دفعہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ان کی اولاد برباد ہو جاتی ہے۔ اور کئی قسم کے مصائب کا یہ لوگ شکار رہتے ہیں اور آخری صورت میں ہر ایسے شخص کی دولت ایک لعنتی دولت ثابت ہوتی ہے اور تسکین قلب سے وہ محروم رہتے ہیں اور اپنی دولت کے مقاصد سے بے نصیب رہتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ اپنی دولت کے ہی مملوک اور غلام بن جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو صرف دنیا پر خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ان کے اموال کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو مخفی طور پر خدا کی راہ میں مالی قربانیاں کرتے ہیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی جزا انہیں اس رنگ میں دیتا ہے کہ اتنی ہی رقم انہیں ایسی جگہ سے لوٹا دیتا ہے جتنی انہوں نے اس کی راہ میں پیش کی تھی۔ یہ اس کی محبت کا ایک انداز ہے اور اس سے مال دینے والے کو یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ تم نے مخفی طور پر جو قربانی کی تھی وہ میری نظر میں ہے اور میں اسے جانتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیا میں سخت کنجوس ہوتے ہیں اور اپنے نہایت قریبی غریب رشتہ داروں و عزیزوں پر بھی خرچ نہیں کرتے مگر دینی معاملات میں بڑھ چڑھ کر اموال پیش کرتے ہیں۔ بعض تجارتی قوموں میں خاص طور پر یہ رجحان پایا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بھی ایک قسم کا بخل ہی ہے اور اس میں نفسانیت کا اظہار ہے کیونکہ وہ اپنا سارا مال اپنے لئے رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جو اللہ کو دیں گے وہ ہمارا ہی رہے گا۔ یہ بھی نفسانفسی کا عالم ہے کہ روزمرہ غریبوں پر خرچ نہیں کرتے، اقرباء پر خرچ نہیں کرتے۔ حضور نے فرمایا کہ ایمان کا اول تقاضا یہی ہے کہ انسان اللہ کے لئے خرچ کرے مگر دوسرا پہلو یہ ہے کہ خدا کے بندوں پر بھی خرچ کرے اس سے ان میں توازن پیدا ہوگا۔ کیونکہ محبت الٰہی کرنے والے کبھی ایک طرف نہیں جھکتے۔ اور جو اللہ کی خاطر، اس کی محبت میں اس کے بندوں پر خرچ کرتے ہیں ان کے بندوں پر کئے گئے خرچ بھی خدا کے ہاں اس پر خرچ شمار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے محسنوں سے ضرور محبت کرتا ہے۔

حضور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی اس سلسلہ میں پڑھ کر سنائے اور ان مضامین کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ ان تشریحات کی روشنی میں جماعت ہر جگہ اپنے اخراجات کے ان مخفی گوشوں پر نظر رکھے گی جن کا نیتوں سے تعلق ہے، جن سے یا خدا آگاہ ہے یا قربانی کرنے والا آگاہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ان نصیحتوں کو آپ غور سے سن کر احسان کا طریق اختیار کرنا شروع کر دیں گے تو غیر معمولی برکتیں ملنا شروع ہونگی۔

بقیہ مختصرات

جمعتہ المبارک ۲۵ اگست ۱۹۹۵ء

آج حسب معمول اردو میں عمومی سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کے جواب حضور نے ارشاد فرمائے۔

☆ سورہ انفال کی آیت ۲۵ میں ہے "واعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ" اس کی وضاحت؟

☆ قرآن مجید میں ہے کہ آدمؑ کو شیطان نے ورغلایا اور انہیں اس جگہ سے نکال دیا جہاں وہ تھے۔ پھر حضرت آدمؑ کی توبہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔ توبہ قبول ہونے کے بعد اس ارشاد الٰہی کا کیا مطلب ہے؟

☆ جاپان نے مادی لحاظ سے تو بہت ترقی کی ہے لیکن دین اور روحانیت کی طرف توجہ نہیں ہے۔ جاپانیوں کو کس طرح دین کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جانور کو تیز چھری سے ذبح کیا جائے تاکہ کم سے کم تکلیف ہو۔ آج کل ایسے انجیکشن دریافت ہوئے ہیں جس سے جانور کو تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے۔ کیا ذبح کرتے ہوئے ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

☆ خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کے لئے انسان کو کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ ؟

☆ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ شرک کے سوا تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ اس ظاہری تضاد کا حل کیا ہے۔

☆ آج کی بائبل پر ہمارے ایمان کی کیا صورت ہے؟

☆ مغربی طاقتیں جنگ عظیم کے ۵۰ سال بعد جاپان سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ وہ اپنی زیادتیوں کی معافی مانگے۔ اس پر حضور کا تبصرہ۔

☆ جو لوگ جمعہ کے دوران مسجد میں آتے ہیں وہ خطبہ ثانیہ کے وقت جلدی سے دو سنتیں پڑھتے ہیں۔ کیا یہ طریق درست ہے؟

☆ قرآن کریم، احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ثابت ہے کہ جماعت احمدیہ میں سلسلہ خلافت قیامت تک قائم رہے گا، انشاء اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ خلافت بہت جلد ختم ہو جانے میں کیا حکمت ہے؟

بقیہ: (جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کی کاروائی کی مختصر روداد)

کوٹلی ۔ آزاد کشمیر

☆ حضور نے منشی علیم الدین صاحب مرحوم کوٹلی آزاد کشمیر کے واقعہ کا ذکر فرمایا جنہیں ایک درندہ صفت انسان نے ۱۳ اگست ۱۹۷۹ء کو قتل کر دیا تھا۔ اس کا احمدیوں کو بہت دکھ تھا اور قاتل آزاد پھرتا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے انہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں تو کچھ بھی جلدی نہیں۔ کسی کو یہاں سزا نہ دے تو وہاں سزا دے دے گا۔ آپ کو گھبراہٹ کس بات کی ہے مگر آپ اطمینان رکھیں اللہ اس کو پکڑے گا ضرور۔ وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو رات کافی مقدار میں خواب آور گولیاں کھا کر خود کشی کر لی۔

شاہ کوٹ

☆ محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمدیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ:

محمد شریف کونسلر شاہ کوٹ کا ایک بیٹا اکثر آوازے کسا کرتا تھا اور مجھے دیکھ کر اکثر لعنت لعنت کہتا اور کبھی دوسرے برے الفاظ سے ہوٹنگ کرتا۔ میں نے اس کے والد محمد شریف کو توجہ دلائی کہ اپنے بیٹے کو منع کرو اور اسے اخلاق سکھاؤ۔ لیکن اس نے کوئی دلچسپی نہ لی اور لڑکے نے بداخلاقی کا رویہ مسلسل جاری رکھا۔ جس پر خدا نے اسے عبرت کا نمونہ بنایا۔

اس لڑکے نے اپنی جیب میں فاسفورس ڈالا ہوا تھا۔ اچانک آگ لگ گئی اور اس کی بغل سے لے کر ٹانگ تک ایک سائیڈ جل گئی ۔ دوسری طرف محمد شریف کا چھوٹا بیٹا کسی سے لڑا۔ اس نے برف والے سوئے سے وار کر کے اسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دیا۔

حضور نے فرمایا خدا کی پکڑ آتی ہے لیکن خدا کی پکڑ مانگنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ نامناسب ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ جماعت احمدیہ رحمت مانگنے کی بجائے عذاب مانگے سوائے ان چند علماء کے خلاف بددعا کرنا جن کے متعلق میں نے گزشتہ سال آپ کو سمجھایا تھا کہ یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات ہوئے اور بعض بددعاؤں کی اجازت دی گئی۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ اے خدا ان شریروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور انہیں پارہ پارہ کر دے اور پھر یہ الہام بھی ہے کہ خدا نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پارہ پارہ کر دیا۔ پس میں نے کہا کہ اگر پاکستان سے اور عوام الناس مسلمانوں سے ہمدردی ہے تو اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ان بدبختوں کے لئے دعا کریں جو ساری قوم کی ہلاکت کا موجب بنے ہوئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دعا کی قبولیت کے آثار دن بدن تیزی کے ساتھ ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسی لئے آج میں نے یہ مضمون چنا ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ غضب کے نشان کم سے کم ظاہر کرے اور رحمت کے نشان جن سے قوم بچائی جائے اور بکثرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہو وہ زیادہ دکھائے۔ یہاں تک کہ بالآخر پاکستان پر احمدیت کا وہ غلبہ ہو جو دائمی ہو اور پاکستان کے ذریعہ دنیا بھر میں احمدیت کو روکنے کی کوششوں کی بجائے تمام دنیا میں احمدیت کی اشاعت کے سامان پہلے سے زیادہ بڑھ کر ہوں۔ یہ تمنا، یہ دعا، یہ نیت ہے جس کی وجہ سے میں آپ کو سمجھا سمجھا کر یہ عبرت کے نشان بتا رہا ہوں۔

نگر پارکر

حضور نے فرمایا ہمارے ایک معلم مکرم صالح محمد صاحب (نگر پارکر) کہتے ہیں کہ اڈے جوتر سنٹر میں ایک آدمی مجھے لینے آیا۔ اس کا بھائی بیمار تھا۔ بس میں چونکہ دیر تھی اس لئے مجھے دعوت دی کہ آؤ ایک ہوٹل میں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں۔ ہوٹل والا بڑا معاند تھا۔ اس نے کہا خبردار جو اس پلید مرزائی کو میرے ہوٹل میں آنے دیا اور ساتھ ہی بدزبانی شروع کر دی اور ایک معلم پر نہایت گندہ الزام لگایا اس پر میں نے جوش میں آکر کہا کہ شاہ صاحب اگر آپ سچے ہیں اور وہ معلم واقعی گندہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جلد کوئی نشان دکھائے اور اگر وہ ٹھیک ہے اور آپ جھوٹے ہیں تو اللہ کرے کہ پندرہ دن کے اندر اندر آپ مر جائیں ۔ حضور نے فرمایا یہ کوئی ایسی دعا تو نہیں جس کے پیچھے الہام کی تائید ہو جسے ضرور پورا ہونا ہو۔ مگر وہ خاک کی دنیا ہے جہاں ریت اڑتی، خاک اڑتی ہے اور یہ معلم بھی واقعتہً یہ خاک آلود سروں والے لوگ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی بسا اوقات ایسے مسکینوں اور عاجزوں کے حق میں پوری ہوتی ہے کہ خدا کی قسم ایسے لوگ ہیں جو خاک آلودہ بالوں والے ہیں۔ ان کے پراگندہ بال اور پراگندہ حال ہیں مگر جب وہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ ایسا ضرور ہو گا تو خدا ایسا ضرور دکھاتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ شاہ فوت ہو گیا ہے ۔ چونکہ وہ شخص ہم سے دور رہتا تھا پتہ کرانے پر معلوم ہوا کہ وہ واقعی پندرہ دن کے اندر مر گیا ہے۔

کراچی

کراچی سے حافظ عبدالصبور صاحب جو نو احمدی ہیں لکھتے ہیں کہ، احمدی ہونے کی وجہ سے والد صاحب کی طرف سے شدید مخالفت ہے۔ ایک دن والد صاحب سے ملنے گھر گیا تو انہوں نے مجھ سے میری سگی بہنوں کو پردہ کرایا اور مجھے گھر سے دھکے دے کر نکال دیا۔ یہاں تک ہی بس نہیں کی بلکہ کچھ لوگوں کو تیار کر کے انہیں یہ کہہ دیا کہ شام تک یہ یہاں شہر میں نظر آئے تو اس کے چار ٹکڑے کر دو۔ اسی روز شام والد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بہت گندی زبان استعمال کرتے ہوئے رات کو سوئے۔ جب اٹھے تو لقوہ سے منہ ٹیڑھا ہو چکا تھا اور ایک جبڑا اتنے زور سے ایک طرف ہو گیا تھا کہ وہ چہرہ ایک نحوست کا نشان بن گیا ۔ کوئی زبان سے لفظ نہیں نکل سکتا تھا۔ ہمیشہ کے لئے وہ منہ بے کار ہو گیا۔

حضور نے فرمایا اب یہ بیٹا باپ کے متعلق گواہی دے رہا ہے۔

رحیم یار خان

سکینہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ "رحیم یار خان میں ایک مخالف مولوی تھا۔ جو حضور اور حضور کے خاندان کو گالیاں دیتا تھا۔ ایک دفعہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں سجدے میں گر کر رو رو کر دعائیں مانگنے لگی کہ اے اللہ اس کی آواز چھین لے ۔ اور دوسرے دن اس پر خناق کا حملہ ہوا اور اس کا گلا بند ہو گیا اور پھر اس بند گلے کی حالت میں ہی وہ خناق جان لیوا ثابت ہوا"۔

کشمیر

شمس الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ ترکہ پورہ کشمیر اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ "ہمارے علاقے کے غیر احمدی ملاؤں نے منظم ہو کر اور ایک خاص منصوبہ کے ساتھ ہماری جماعت کے خلاف مہم کا آغاز کیا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ جماعت جو صرف ۱۰۰ افراد پر مشتمل ہے اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں اور نیست و نابود کر دیں۔

مختلف علاقوں سے غیر احمدی علماء نے اس گاؤں آکر لوگوں کو اس رنگ میں ابھارا کہ احمدیوں پر مصیبت کے پہاڑ توڑ دو، ان کا قلع قمع کر دو۔ ان کے خلاف سوشل بائیکاٹ کرو۔ ہمارے کھیتوں میں کسی کو کام نہ کرنے دو، چشمے سے پانی نہ پینے دو۔ بہت کوشش کے بعد صرف دو گھنٹوں کے لئے پانی لینے کی اجازت دی گئی۔ دو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بہت ہی دردناک حالات میں انہوں نے اور ان کے بچوں نے سسکتے ہوئے وقت گزارا لیکن وہ بدزبانیوں اور بے حیائیوں سے باز نہیں آئے۔ پھر آخر دوکانوں اور مکانوں پر پتھراؤ کا منصوبہ بنایا گیا۔ مویشیوں کو چراگاہوں میں گھاس کھانے سے روک دیا گیا۔ دوکانوں اور بازاروں کے سودا سلف خریدنے کی اجازت نہیں دی ۔ حجامت کرانے سے حجام کو منع کر دیا گیا مگر ہم نے عہد کیا کہ سسک سسک کر جان دے دیں گے مگر احمدیت کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

کہتے ہیں چنانچہ جب وہ پتھر پھینکنا شروع کر دیتے تو ہم اور ہمارے بچے قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے اور رو رو کر اپنے خدا سے نصرت طلب کرتے۔ دو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد خدا کی تقدیر نے اپنا رنگ دکھایا اور:

☆ ان مولویوں میں سے ایک مقامی مولوی جو بار بار اعلان کرتا تھا (نعوذ باللہ) مرزا صاحب ایک آنکھ سے کانے تھے۔ وہ اچانک اپنی آنکھ سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے بندوق چلائی۔ دیوار پر اس کے چھرے لگنے سے ایک پتھر کا ٹکڑا اڑ کر سیدھا اس کی دائیں آنکھ میں لگا اور وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنی آنکھ کھو بیٹھا۔

☆ ایک دوسرا شخص جو اس مولوی کی حمایت میں زیادہ پیش پیش تھا اس پر خدا کا غضب اس طرح نازل ہوا کہ اس کی بیوی کھلے بندوں زنا کے جرم میں پکڑی گئی اور نہایت ظالمانہ طریق پر اس کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغا گیا۔

☆ ایک تیسرا شخص جو مقامی امام کے ساتھ مل کر رات کو پتھراؤ کیا کرتا تھا وہ خود زنا بالجبر کے مکروہ فعل میں پکڑا گیا اور اس کے گلے میں یہ بورڈ لٹکایا گیا جس پر لکھا تھا "زنا بالجبر کا مرتکب" اور اس کے پیچھے پیچھے بے شمار لوگ ڈھول بجاتے ہوئے روانہ ہوئے ۔ اس طرح اس کو شہر سے رخصت کیا گیا۔

☆ امام مسجد کے دوسرے بھائی کی جواں سال بیوی اچانک موت کا شکار ہوئی۔ اس طرح اس کی زبان بھی بند ہو گئی۔

☆ ایک اور معاند احمدیت کا بیٹا کسی جرم میں جیل چلا گیا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے ایک ایک کو پکڑا۔

یوگنڈا

یوگنڈا میں ایک سراج نامی شخص جو اس علاقے کا امیر ترین شخص تھا اور شہر کے وسط میں ایک شاندار عمارت اس کی ملکیت تھی ۔ ایک دن اس کے دماغ میں شیطان نے یہ ڈالا کہ تم اپنی طاقت کو احمدیت کے کچلنے اور مٹانے میں صرف کرو۔

چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جب تک میں ہوں اس علاقے میں احمدیت ترقی نہیں کر سکتی ۔ میں احمدیت کے مقابلہ میں دوسروں کو شاندار مسجد بنا کر دوں گا۔

وہ دن اور آج کا دن، دن بدن اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ جائیدادیں بک گئیں، کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا۔ اسی وقت سے احمدیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ ایک شاندار ہسپتال تعمیر ہو چکا ہے۔ مسجد کے لئے پلاٹ خرید لیا گیا ہے۔

نیپال

نیپال سے ہمارے مبلغ مظفر احمد صاحب ظفر لکھتے ہیں کہ:

☆ ایک شخص ہمارا شدید مخالف تھا ۔ وہ بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی سے پیش آتا اور سمجھانے کے باوجود اپنی بدکلامی اور گالی گلوچ پر مصر رہا۔ حسب عادت ایک رات مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی۔ اس جماعت کے مبلغ نے اسے باز رہنے کی تلقین کی اور خدا سے اس کا منہ بند ہونے کی دعا کی۔ چنانچہ خدا کا نشان اس طرح ظاہر ہوا کہ چند روز بعد اس کے دو لڑکے اچانک لقمہ اجل بن گئے اور اس دن سے اس کا منہ واقعی بند ہو گیا اور اس دن سے اس نے جماعت کی مخالفت سے ہاتھ اٹھا لیا۔

☆ اسی طرح ایک اور صدیق نامی شخص جماعت کی مخالفت میں پیش پیش تھا اور جماعت کے کام میں ہر طرح سے رکاوٹ ڈالتا تھا۔ اس کو خدا تعالیٰ نے اس طرح ذلیل کیا کہ اس کی بیوی بدکرداری میں پکڑی گئی ۔ خدا نے اس کی جھوٹی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ اب یہ شخص ہمارے مبلغ سے بار بار معافی مانگتا ہے۔

شب قدر (پشاور)

حضور نے فرمایا کہ شب قدر کا واقعہ آپ جانتے ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے شب قدر کے شہید کو ایک عظیم عظمت کردار عطا فرمائی۔ ایسا ثبات قدم بخشا کہ جس کی مثال کم دکھائی دیتی ہے اور اپنی خواہش کے مطابق اور اپنی دلی تمنا کے مطابق صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ سے ایک گونا ں مماثلت اس کو نصیب ہوئی۔

حضور نے فرمایا اس وقت ان کے خسر جو خدا تعالیٰ کے فضل سے عزم و استقلال اور صبر کا ایک پہاڑ بنے رہے۔ بہت شدید چوٹیں ان پر لگیں۔ ان کو پتھروں سے کچلا گیا۔ لیکن اللہ نے جس کی جان رکھنی تھی رکھ لی گئی اور یہ واقعہ پہلے ہی رؤیا کے ذریعہ ان کے عزیزوں کو دکھا دیا گیا تھا کہ دو بکریاں ذبح ہونی تھی ایک ذبح ہو گئی اور ایک بچ جاتی ہے۔

حضور نے اس موقعہ پر ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو اپنے پاس بلوایا اور انہیں شرف معانقہ بخشا۔ حضور نے فرمایا کہ اس واقعہ میں بھی جو عبرت کے نشان پنہاں تھے وہ اب نکل رہے ہیں، ظاہر ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر بھی یہ واقعات ہو رہے ہیں اور اجتماعی طور پر بھی ان کی پکڑ آ رہی ہے اور جیسا کہ صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کی دفعہ ہوا تھا وہ پورا علاقہ، وہ قوم پکڑی گئی تھی اور آج تک سزائیں بھگت رہی ہے۔ اسی طرح ایک چھوٹے پیمانے پر وہاں بھی یہ واقعات رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

☆ ایک شخص زمان خان نے ریاض احمد شہید کی شہادت کے بعد ان کے پاؤں میں رسی ڈالی تھی اور اس علاقہ کے لوگوں کو اس بات کا علم تھا ــــ چنانچہ چار دن قبل (یہ واقعہ ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء کو لکھا گیا) زمان خان بازار کسی کام کے سلسلہ میں گیا۔ دوکان پر کباب لینے لگا تو بازار میں ہی دوکان کے سامنے گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ کوئی شخص اس کے نزدیک نہیں جا رہا تھا۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور توبہ توبہ کرنے لگے۔ اس علاقہ میں وسیع پیمانہ پر اس کا چرچا ہوا ہے۔

☆ حمید اللہ خان صاحب مربی سلسلہ پشاور بیان کرتے ہیں:

مکرم دولت خان صاحب کے بھائی خادم حسین جوان کے شدید مخالف ہیں اور اس واقعہ کے بلاواسطہ ذمہ دار ہیں۔ اس وقوعہ کے ۸، ۱۰ دن بعد انہیں لقوہ ہو چکا ہے اور ساتھ ہی فالج کا شدید حملہ ہے۔ آنکھیں بھی ٹیڑھی ہو گئی ہیں، منہ بھی ٹیڑھا ہے اور وہ عبرت کا نشان بنے ہوئے ہیں۔ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

حضور نے فرمایا اب عمومی پکڑ کا واقعہ سنیں۔ یہ واقعات اچانک کیسے ہونے شروع ہو گئے۔ اگر خدا کی تقدیر نہیں ہے تو۔ یہ اخباری خبر ہے جنگ لندن ۱۴ جولائی سے لی گئی ہے۔

"شب قدر میں قبائلی جنگ راکٹ، مارٹر گنوں اور میزائلوں کا استعمال، تیس افراد زخمی"

پشاور (نمائندہ جنگ) شب قدر کے قریب ... داماں کی متنازعہ زمین پر خون ریز لڑائی چھڑ گئی ہے جس میں راکٹ لانچروں، میزائلوں اور خود کار اسلحہ کا آزادانہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق تیس کے قریب افراد زخمی ہیں جن میں چار کی حالت تشویش ناک بتائی جاتی ہے۔ جب کہ راکٹ و میزائل لگنے سے کئی مکانات تباہ ہو گئے ہیں۔ علاقہ کے لوگوں نے اپنی جانیں بچانے کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں خواتین اور بچوں کے ہمراہ نقل مکانی شروع کر دی ہے۔ زخمیوں کے لئے شب قدر بازار میں طبی امداد کیمپ قائم کر لئے گئے ہیں۔ لڑائی تا حال جاری ہے"۔

حضور نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نظارے ہیں۔ حضور نے فرمایا دیکھیں کس طرح آسمان سے آپ کا صبر خدا کی رحمتیں بن کر ہم پر برس رہا ہے اور یہ جو اچانک آسمان سے بارش اتری ہے یہ بھی ان فضلوں کی یاد دہانی کراتی ہے کہ خدا جب آسمان سے اپنا فضل نازل فرماتا ہے تو وہ بارش سب غم دھو دیتی ہے۔ سارے پرانے صدمے جاتے رہتے ہیں۔ انسان کا دل تر و تازہ ہو کر ایک نئے ولولے کے ساتھ بہار کا مزاج لئے ہوئے دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔ پس دعائیں یہ کریں کہ اللہ اپنے فضلوں کے ذریعہ ہمیں خوش کرے۔ اپنے فضلوں کے ذریعہ ہمارے زخموں پر تسکین کے پھاہے رکھے اور نشانات جو آپ کو بتا رہا ہوں پھر بتاتا ہوں کہ اس غرض سے ہیں کہ مجھے لگتا ہے کہ اب اس قوم کی نوبت قریب آ رہی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مولوی کے عذاب اور اس کی نحوست سے اس قوم کو بچایا جائے۔ اس لئے بہتر ہے کہ مولوی کی پکڑ کی دعائیں کی جائیں تا کہ باقی قوم ان کے ظلم سے بچ جائے اور ان کی نحوست ساری قوم کو ملیامیٹ نہ کر دے۔

نشان دیکھ کر رویہ میں تبدیلی اور اصلاح احوال

فیصل آباد

فضل کریم صاحب صدر حلقہ کریم نگر فیصل آباد لکھتے ہیں کہ:

☆ ہمارے محلے میں ایک آڑھتی بنام عبدالعزیز تھا۔ ۱۹۷۴ء میں اس شخص نے بہت مخالفت کی۔ اس کا بیٹا میڈیکل کالج ملتان میں سیکنڈ ائر کا طالب علم تھا اور یہ ان طلباء میں شامل تھا جنہوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ہنگامہ کیا تھا اور اس نے بعد میں صمدانی کیس میں جھوٹے بیانات بھی دئے تھے۔

ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ میڈیکل کالج کے لڑکے پکنک کے لئے دریا پر گئے۔ اس نے اور اس کے ایک ساتھی نے دریا میں چھلانگ لگائی اور نہاتے ہوئے ڈوب گئے۔ اس کی نعش محلہ میں آئی تو کہرام مچ گیا۔ درد ناک نظارہ تھا۔

☆ فضل کریم صاحب ہی فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ:

ہمارے پڑوس میں ایک شیخ نے مخالفت میں حد کر دی اور امتیاز شاہ کی پوری پوری سپورٹ کی۔ جب بھی احمدیوں کو گرفتار کر کے تھانے بلایا جاتا یہ شیخ صاحب مخالفت کے لئے تھانے حاضر ہو جاتے اور امتیاز شاہ کے ساتھ کے ساتھ مل کر بھرپور مخالفت کرتے اور ہر طرح سے تنگ کرتے۔ یہ شیخ صاحب امتیاز شاہ کی مالی مدد بھی کرتے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس محلّہ میں احمدیوں کا ناطقہ بند کر دیا جائے۔

خدا کی تقدیر نے اس کو اس طرح پکڑا کہ اس کا لوموں کا کاروبار تباہ ہو گیا، مکان بک گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ اس کی بیوی احمدی گھرانوں سے ضروریات زندگی مانگ مانگ کر گزارا کرتی رہی۔ اپنی اس حالت سے اس نے عبرت پکڑی۔ اب اس کا رویہ جماعت کے بارہ میں بالکل بدل گیا ہے۔

سیالکوٹ

محمد عبداللہ صاحب باجوہ ظفروال ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ:

☆ بیت الحمد مالوکے جو نئی تعمیر ہوئی تھی اس کو گرانے کے لئے جماعت کے ایک مخالف نے تھانہ میں درخواست دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اسے بری طرح ناکام کیا۔ اس نے سخت ذلت اٹھائی۔ فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ اس مخالف کی ایک ہفتہ کے اندر نہایت قیمتی دو بھینسیں مر گئیں۔

شیخوپورہ

مکرم بشیر احمد خالد، معلم وقف جدید چک نمبر ۳۳، دھاروالی (ضلع شیخوپورہ) لکھتے ہیں:

☆ یہاں کے تھانیدار نے احمدیہ مسجد مقفل کر کے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر ایک بیٹھک کی چھت پر بیٹھا۔ وہ چھت دھڑام سے زمین پر آ رہی اور وہ سارے کے سارے زخمی ہو گئے لیکن اس نے یہ شرافت دکھائی کہ فوراً سمجھ گیا کہ اللہ کی طرف سے یہ عبرت کا نشان ہے اور اس نے مسجد کی چابیاں اسی وقت واپس دلوائیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

حضور نے فرمایا کہ گزشتہ سال میں نے یہ دعا خاص طور پر مانگنے کی تحریک کی تھی۔ اس کے بعد جولائی ۱۹۹۵ء تک ۲۱۵ مولوی مرے ہیں۔ جب کہ اس دعا سے قبل کے ایک سال میں مرنے والے مولویوں کی تعداد صرف ۴۷ تھی۔ امسال مرنے والوں میں قتل ہونے والوں کی تعداد ۴۰ ہے جبکہ اس سے پہلے کے سال میں ۶ قتل ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں بعض فالج سے مرے ہیں، بعض دل کے حملے سے، بعض ٹریفک کے حادثات میں۔

حضور نے فرمایا یہ کیوں نہ ہو کہ ہم دعا کریں کہ اللہ اس قوم کو مولویوں سے پاک ہی کر دے۔ یاد رکھیں اب مولویوں کے ڈنگ نکالے جانے کے دن نزدیک آ گئے ہیں اور نکالے جا رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا آپ کو شاید یاد نہ ہو میں نے خطبہ جمعہ ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء میں کہا تھا، ان مولویوں کو میں کہتا ہوں کہ جو زور تم سے لگتا ہے لگاتے چلے جاؤ، دعائیں کرو، گریہ و زاری کرو اور اس کی توفیق نہیں تو گالیاں بکتے چلے جاؤ۔ ہر قسم کی سازشیں کرو مگر میرے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور جماعت احمدیہ کے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کی تقدیر تمہارے ڈنگ نکال دے گی اور جماعت کو بالآخر تمہارے آزاروں سے نجات بخشی جائے گی"

پاکستان کے موجودہ دردناک حالات

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے دردناک حالات ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۴ء میں ساری قوم کو جو تنبیہہ کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ:

"پاکستان پر بہت ہی خوفناک اور دردناک دن آنے والے ہیں اس لئے میں پاکستان کے عوام سے اپیل کرتا ہوں خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی، خواہ شیعہ ہوں یا کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں .... کہ اٹھو اور بیدار ہو جاؤ اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرو جو کلمہ مٹانے کی تحریک آپ کے پاک وطن سے اٹھتی ہے ...... اگر تم وقت پر حرکت میں نہیں آؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی تقدیر تمہارے خلاف حرکت میں آ جائے گی اور اس ملک کو مٹا کر رکھ دے گی جو آج کلمہ کے نام کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔ جس ملک کو کلمہ نے بنایا تھا کلمہ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کلمہ کو مٹانے کے لئے وہ سارا ملک بھی اکٹھا ہو جائے تو وہ کلمہ پھر بھی غالب آئے گا اور وہ ملک اس کلمہ کے ہاتھوں سے توڑا جائے گا جس کو کسی زمانہ میں اسی کلمہ نے بنایا تھا"۔

(خطبہ جمعہ ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء)

لیکن افسوس ان تنبیہات پر کان نہیں دھرے گئے۔ دن بدن لوگ ظلم میں بڑھتے رہے اور اب "لات حین مناص" کا منظر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اسی طرح میں نے ایک خطبہ میں کہا تھا کہ:

"وہ لوگ جو وطن بنانے والے تھے جو صف اول کے شہری تھے ان کو اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ حالت تبدیل نہ ہوئی تو ناممکن ہے کہ یہ سزا اس قوم کو نہ ملے جو مظلوموں اور معصوموں کو یہ سزا دے رہی ہے" (خطبہ جمعہ ۲۵ مئی ۱۹۸۴ء)

پاکستان کے موجودہ حالات کے بارہ میں سرکردہ لیڈروں کے بیانات

☆ ملک بھر میں غنڈہ گردی کا دور دورہ ہے ــــ صدر لغاری۔
(روزنامہ پاکستان لاہور، ۱۳ جون ۱۹۹۴ء)

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آنے والے مہمان ہوں یا ان کے میزبان ہوں اگر وہ نماز کو قائم کرنے والے نہیں تو اسی حد تک خدا تعالیٰ کی مہمانی کے وعدے سے اپنے آپ کو محروم کرنے والے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۱ جولائی ۱۹۹۵ء مطابق ۲۱ وفا ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبدُ وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝
نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حٰم السجدہ: ۳۲، ۳۳)

آج کل چونکہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی آمد آمد ہے اور جیسے بہار کے موسم میں کچھ پرندے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور کہیں کہیں ان کے نغموں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، کہیں درختوں کے جھنڈ میں ان کے رنگ دکھائی دیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اب بہار بہت پیچھے نہیں رہے گی۔ اس وقت ہم اس کیفیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ کے فضل کے ساتھ سلسلے کے عشاق، محبت کرنے والے، دنیا کے کونے کونے سے یہاں نمونۃً جمع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ ان کے پیچھے جھنڈ کے جھنڈ ان روحانی پرندوں کے آنے والے ہیں۔ اس پہلو سے مقامی لوگوں پر جو مہمان نوازی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کے تعلق سے میں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی مہمان نوازی کا ذکر ہے۔ اور چونکہ سلسلہ مضمون صفات باری تعالیٰ پر جاری ہے اس لئے اسی تعلق سے میں نے وہ آیت چنی جس میں بظاہر ایسی صفات کا ذکر ہے جن کا مہمان نوازی سے تعلق نہیں ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا، قرآن کریم میں جتنی بھی اللہ کی صفات بیان ہوئی ہیں یا اسماء بیان ہوئے ہیں ان کا سورہ فاتحہ کی بنیادی صفات سے بھی تعلق ہے اور آپس میں بھی گہرے رابطے ہیں اور جب تک ٹھہر کر نظر غائر سے نہ دیکھا جائے اس وقت تک بعض دفعہ اس مضمون کا تعلق جو بیان ہو رہا ہے صفات سے ظاہری طور پر دکھائی نہیں دیتا، مگر بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں جب یہ میرے بندے پیش ہوں گے تو ان کے لئے کیا ہوگا۔ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون" تمہارے لئے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہتے ہو، جس کی تمہیں تمنا ہے۔ "ولکم فیھا ما تدعون" ـــ "تشتھی انفسکم" میں جس کی تمنا رکھتے ہو طبعی حاجت ہے دل چاہتا ہے۔ "ولکم فیھا ما تدعون" اور جو کچھ تم مانگو گے حاضر کر دیا جائے گا۔ جب بھی کسی چیز کا شوق پیدا ہو، کوئی خواہش پیدا ہو تو تمہیں پیش کی جائے گی۔ "نزلا من غفور رحیم" یہ مہمان نوازی بخشنے والے کی طرف سے ہے اور بار بار رحم کرنے والے کی طرف سے ہے۔

اب سب سے پہلے صفت غفور کا ذکر فرمایا اور بظاہر مہمان نوازی کا اس صفت سے کوئی تعلق دکھائی نہیں دیتا مگر جہاں بھی آپ قرآن کریم میں مہمان نوازی کا ذکر پڑھیں گے وہاں رحیم کی تکرار تو نہیں مگر غفور یا مغفرت کی تکرار ضرور ہے اور حیرت انگیز طور پر اس مضمون میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اس پہلو پر روشنی ڈالنے سے پہلے جو حصہ ہے اس کے متعلق میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اللہ جب اپنے بندوں کی مہمان نوازی فرمائے گا تو جو انداز اختیار کرے گا وہ سب سے پیارے انداز ہیں۔ اللہ ہی سے اس کی صفت کے مطابق ہمیں رنگ پکڑنے چاہئیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون" تمہارے لئے اس میں ہوگا جو تم چاہتے ہو اور اگر یہ ہے تو پھر "تدعون" کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک سوال اٹھتا ہے۔ اصل میں "ماتشتھی انفسکم" سے مراد یہ ہے کہ دائمی طبعی عادات ہیں جو ایک شخص کی شخصیت کا حصہ ہوتی ہیں اور میزبان کا فرض ہے کہ اگر وہ مہمان کو جانتا ہے تو اس کے مزاج کے مطابق وہ چیزیں مہیا کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کے اس پہلو پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی تمباکو نوش مہمان بھی آتا تھا، خود پسند نہ کرتے ہوئے بھی ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ اس کا انتظام ہونا چاہئے۔ اور باقی سب امور میں مزاج شناسی کے ساتھ مہمان کا جو مزاج معروف تھا اس کے مطابق چیزیں پہلے ہی مہیا کر دی جاتی تھیں کہ اسے مانگنا نہ پڑے۔ اس کے بعد پھر بھی گنجائش رہتی ہے۔ کبھی مہمان کے دل میں کوئی طلب پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے عام مزاج سے ظاہر نہیں ہوتی اور کبھی کسی اور چیز کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ تو وقت بدلتے ہیں خواہشیں بدلتی رہتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو کامل فرما دیا یہ کہہ کر "ولکم فیھا ماتشتھی انفسکم" تمہارے لئے اس میں ہوگا جو کچھ تمہارے دل چاہیں گے "ولکم فیھا ما تدعون" اور تمہارے لئے اس میں ہوگا جو تم طلب کرو گے۔ لیکن ایک صرف الجھن باقی رہ جاتی ہے کہ انسان کو تو پتہ نہیں ہوتا کہ کیا طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے طلب کا انتظار کیوں فرمایا "تشتھی" کے تابع ہی وہ ساری ضرورتیں کیوں نہ مہیا فرما دیں جنت میں جو انسان کبھی طلب کر سکتا تھا۔ تو اس میں بھی ایک گہری حکمت ہے اور بہت لطیف انداز میں ہماری تربیت فرمائی گئی ہے۔ طلب وہی کرتا ہے جس کو پورا اعتماد ہو۔ جو بے تکلف ہو، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد اسے یقین ہو کہ میں کچھ مانگوں گا تو میرا میزبان خوش ہوگا اس سے ہماری اپنائیت بڑھے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس اپنائیت کے مضمون کو جنت کے تعلق میں ایک جگہ نہیں کئی جگہ بیان فرماتا ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چھین چھین کے کھائیں گے۔ جہاں سب کچھ موجود ہو، بافراغت موجود ہو کسی چیز کی کمی نہ ہو وہاں چھیننے کی کیا حاجت ہے یہ ایک اظہار محبت ہے ایک تعلق کا اظہار ہے۔ تو اصل مہمان نوازی وہ ہے جہاں محبت کا مضمون جاری ہو جائے، جہاں بے تکلفی اور اعتماد قائم ہو جائیں، جہاں مہمان اور میزبان میں فرق باقی نہ رہیں۔ اور اس قدر اس کو اعتماد ہو اپنے میزبان پر کہ کہے اچھا آج تو میرا یہ دل چاہ رہا ہے اور میزبان شوق سے کہے جزاکم اللہ تم نے بہت مجھے خوش کیا ہے جو خود منہ سے مانگا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی یہ لطف دے گا اور اٹھائے گا بھی اور جب میں کہتا ہوں لطف اٹھائے گا تو خدا تعالیٰ کی عظمت شان کے پیش نظر جو بھی لطف اٹھانے کے معنے ہیں انہیں میں بیان کر رہا ہوں۔ مہمان نوازی ہی کے تعلق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اللہ کے لطف اٹھانے کا ذکر فرمایا ہے۔ پس جن معنوں میں اللہ وہ لطف اٹھاتا ہے انہی معنوں میں میں بھی کہہ رہا ہوں کہ اللہ بھی اس کے لطف اٹھائے گا جب جنتی مانگیں گے۔

تو سب سے پہلے تو کوشش کرنی چاہئے کہ آنے والے مہمانوں کو اگر آپ جانتے ہیں ان کی عادات کا علم ہے تو جس حد تک بھی ان کی خواہشات کا آپ کو علم ہو ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر مہمانوں کے مختلف کمرے ہیں تو ہر کمرے میں ان کے مزاج کی چیزیں ہونی چاہئیں لیکن ان کا تعلق توفیق سے بھی ہے۔ توفیق سے بڑھ کر مہمان نوازی کا حکم نہیں ہے۔ ہاں اگر تمنا ہو کہ جس طرح اللہ مہمان نوازی کرتا ہے میں بھی کروں اور اس جذبے کے ساتھ انسان کوشش کرتا ہے تو مجھے یقین ہے کہ اس کی یہ تمنا ہی اس کی توفیق بڑھا دے گی اور اس کے رزق میں برکت پڑے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو واقعتہً یہ توفیق بخشے گا کہ اپنے آنے والے پیاروں کی خواہش کے مطابق اپنی خواہشوں کو پورا کرے۔ یعنی ان کی خواہش اس لئے پورا کرے کہ اس کی اپنی خواہش اس سے پوری ہوتی ہو اور پھر "تدعون" کا مضمون تو واضح ہی ہے۔ یہ ماحول پیدا کرنا اخلاق حسنہ کا محتاج ہے۔ اس قدر اپنائیت پیدا کرنی چاہئے کہ بیچ سے تکلف کے پردے اٹھ جائیں اور پھر صحیح مہمان نوازی ہوتی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نزلا من غفور رحیم" کہ یہ غفور رحیم کی طرف سے جزاء ہے، مہمان نوازی ہے۔ تو میں نے ابھی ذکر کیا تھا کہ مغفرت کا اس سے کیا تعلق ہے۔ جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے اس کا مغفرت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ جہاں تک انسانی ذات کا تعلق ہے اس کا بھی ایک حد تک مغفرت سے تعلق ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھ۔ کیونکہ وہ مہمان جو سابق میں دشمن رہ چکا ہو، وہ مہمان جس نے اپنی طرف

سے پہلے بہت کوشش کی ہو کہ دکھ پہنچائے، دل آزاری کرے، مخالفانہ رویہ اختیار کرے، اس کے سابقہ طرز عمل کی یاد بسااوقات مہمان نوازی کو میلا کر دیتی ہے اور عملاً انسان کے لئے بہت مشکل ہے کہ ایک ایسے مہمان سے بھی اسی طرح خوش اخلاقی کا سلوک کرے جس طرح ایک ایسے مہمان سے کرے جو پہلے ہی اس سے محبت کے رشتے بڑھا چکا ہو، اس کے لئے قربانیاں کرتا رہا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے والے جتنے بندے ہیں وہ ہیں بنیادی طور پر گنہگار۔ اور اگر محض عدل سے دیکھا جائے تو کوئی بھی بخشا نہیں جائے گا یہاں تک کہ اولوالعزم انبیاء بھی یہی سمجھتے ہیں کہ بخشش تو محض اللہ کے کرم سے ہوگی، اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہوگی ورنہ حقیقت میں کوئی انسان استحقاق کے طور پر بخشش طلب نہیں کر سکتا۔ اور بخشش نہ ہو تو پھر مہمان نوازی جس قسم کی بھی ہوگی وہ سب میلی اور کجلائی ہوئی مہمان نوازی ہوگی اس میں وہ بے اختیار لذت، بے ساختہ لطف پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے غفور کی صفت پہلے رکھ دی ہے۔ فرمایا کہ اس بات کی فکر نہ کرنا کہ تم کیا کرتے رہے ہو، یہ دیکھنا کہ کس کے مہمان بن رہے ہو اور وہ غفور ہے، بہت بخشنے والا ہے اس لئے تمہارے گناہوں کا کوئی خیال تک بھی تمہارے اپنے دل میں نہیں آنے دے گا۔ اس قدر مغفرت کا سلوک فرمائے گا کہ تم اس کی مہمان نوازی قبول کرنے کے لئے، اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے دل کو صاف اور ستھرا پاؤ گے اس میں کوئی ایسی ضمیر کے کچوکے باقی نہیں رہیں گے جو ہر وقت مہمان نوازی کی شان کو گدلاتے رہیں۔ میزبان تو خدمت کرتا جا رہا ہے مگر مہمان اس بات میں دکھ محسوس کرتا ہے کہ میں کیا تھا، میں نے اس سے کیا کیا اور یہ ایک طبعی امر ہے۔

اگر خدا کے مہمان بننا ہے تو جب اس کا نام آئے تو اس کے رعب اور اس کی تمکنت سے اور پھر اس کی محبت سے تمہارے دلوں پر ایک لرزہ طاری ہو جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں بھی صحابہ میں یہ مثال ملتی ہے کہ اسلام لانے سے پہلے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیئے گئے یا جن لوگوں نے دکھ دیئے اسلام کے بعد حیا سے ان کی نظر نہیں اٹھتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چہرہ دیکھ نہیں سکے کیونکہ یہ حیا ہمیشہ مانع تھی، یہ تصور چرکے لگاتا تھا کہ اس وجود کے ساتھ تم یہ یہ کرتے رہے ہو اب کس نظر سے تم اسے دیکھنے کا حق رکھتے ہو۔ چنانچہ ایسے صحابہ کا ذکر ملتا ہے جو وصال کے بعد یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حلیہ کیا تھا وہ وجہ یہ تھی۔ تو غفور کا بہت گہرا تعلق ہے خصوصاً اللہ کے تعلق میں۔ غفور کا مہمان نوازی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ گنہگار بندے حاضر ہو رہے ہیں اگر اللہ ان کو یاد نہ بھی دلائے تو اپنا ضمیر تو ضرور یاد دلائے گا کہ کس پاک وجود کے سامنے تم حاضر ہو، کس طرح تمہاری خدمت کی جارہی ہے، تم کیا تھے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ غفور ہے وہ بخش دے گا اور یہ مضمون مسلسل آگے جاری رکھا ہے۔

چنانچہ دیکھئے فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(الانفال: ۷۵)

پہلے مغفرت فرمایا پھر رزق کریم بتایا۔ رزق کریم سے مراد ہے کریم کی طرف سے پیش کردہ رزق۔ یہاں رزق کا تعلق ربوبیت سے یا صفت رزاقیت سے نہیں باندھا بلکہ کریم لفظ سے باندھا ہے جس میں مہمان نوازی کا مضمون پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی میں مہمان نوازی کا محاورہ اکرام الضیف ہے یعنی مہمان سے ایسا سلوک کہ وہ اپنی عزت محسوس کرے۔ اور یہ لفظ کریم دونوں طرف برابر اطلاق پاتا ہے جب تک خود انسان کریم نہ ہو دوسرے کو کریم نہیں بنا سکتا۔ تو جب مہمان نوازی کریم ہوئی تو ظاہر ہے، بلکہ لازم ہے کہ مہمان نوازی کرنے والا جو کریم مہمان نوازی کرتا ہے وہ خود معزز ہے ورنہ کسی کمینے کو یہ توفیق نہیں مل سکتی۔

پس اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں مہمان نوازی کے ساتھ کریم کا لفظ باندھا ہے، کریم کی صفت بیان فرمائی ہے وہاں یہی مضمون ہے کہ میں کریم ہوں اس لئے میری مہمان نوازی بھی کریم ہوگی۔ جو رزق میں تمہیں عطا کروں گا وہ بھی عزت بخشنے والا اور باعزت رزق ہوگا۔ لیکن مغفرت پہلے ضرور رکھی ہے کہ جب تک مغفرت کے دروازے سے نہ گزرو تم حقیقت میں میری مہمان نوازی کے قبول کرنے کی یا اس سے لطف اندوز ہونے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ اس تعلق میں اور چند آیتوں کی مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "اولٰئک ھم المومنون حقالھم درجات عندربھم ومغفرۃ ورزق کریم" (الانفال: ۵)۔ پھر دروازہ مغفرت کا قائم فرمایا کہ مغفرت کے باب سے گزرو گے تو رزق کریم تک پہنچو گے ورنہ تم رزق کریم تک رسائی ہی نہیں رکھ سکتے۔ تو وہ لوگ جو جنت میں جائیں گے انہیں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ فرماتا ہے اس سے پہلے جو ان کی صفات ہیں وہ پوری بیان فرمائی گئی ہیں اور یہ صفات بھی میں جلسے کی مہمان نوازی کی نصائح کے تعلق میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں مگر پہلے میں پہلی آیت کی طرف واپس جاتا ہوں۔ آگے اور بھی آیات میں نے رکھی ہیں اگر وقت ملا، تو ہر آیت جس میں رزق کریم کا ذکر ہے یا معزز مہمان نوازی کا ذکر ہے اس سے پہلے بلا استثناء مغفرت کا ذکر ہے۔

تو اول تو یہ کہ بسااوقات ایسے مہمان آتے ہیں جو آپ سے تعلق والے ہیں اور آپ ان کو جانتے ہیں، وہ آپ کو جانتے ہیں ایک دوسرے کا احسان سے تعلق ہے۔ مگر بعض دفعہ جلسے کے انتظام کی طرف سے مہمان تقسیم کئے جاتے ہیں اور ربوہ اور قادیان میں تو یہ بکثرت ہوتا تھا کہ ایک شخص سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے گھر میں کتنے مہمانوں کی گنجائش ہے۔ وہ بتا دیتا تھا کہ میں بیس رکھ سکوں گا، پچیس رکھوں گا، تیس رکھوں گا۔ اور پھر وہ جن لوگوں کو نہیں جانتا تھا کبھی دیکھا تک نہیں تھا وہ بھی مہمان آجاتے تھے اور بعض دفعہ ایسے مہمان آجاتے تھے جن سے پہلے دل میں کدورت موجود تھی لوگ سمجھتے تھے کہ واقف ہیں یا رشتے دار ہیں بھیج دیتے تھے اور وہاں پہنچنے کے بعد پتہ چلتا تھا کہ او ہو ان کی تو ان بن تھی یا پہلے دلوں میں کچھ آپس میں کدورت پائی جاتی تھی۔ تو ایسی صورت میں جب تک مغفرت نہیں ہوگی آپ مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ اور اللہ کے مہمان ہیں اللہ پہلے مغفرت فرماتا ہے۔ پھر مہمان نوازی کرتا ہے۔ جب آپ کے مہمان بن کر آگئے تو آپ بھی پچھلی باتوں کو بھول جائیں۔ ہاں اگر جرم نظام جماعت کا ہو خدا تعالیٰ کا ہو تو اس پر آپ مغفرت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس صورت میں ایک اور صورت حال پیدا ہوتی ہے جو پیچیدہ ہو جاتی ہے مگر میں روزمرہ کی بات کر رہا ہوں جن باتوں میں آپ کو مغفرت کا اختیار ہے اپنے مہمانوں سے مغفرت کا سلوک کریں۔

دوسرا اس لئے بھی مغفرت کا لفظ ضروری ہے یعنی انسانی تعلق میں بھی مغفرت کا اطلاق ضروری ہے کہ مہمان اپنے قیام کے دوران بعض دفعہ عجیب و غریب حرکتیں کر دیتے ہیں۔ عجیب و غریب مزاج کے لوگ ہیں وہ اپنی عادات سے نہ کہ جان بوجھ کر ہر وقت تنگ کرتے ہیں اور اس پہ جس کو مغفرت کا حوصلہ نہ ہو وہ اس سے نپٹ نہیں سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک مہمان آیا، مسجد میں ٹھہرا، اس کی خاطر مدارت کی گئی اور صبح مسجد کو گندہ کر کے بھاگ گیا۔ اب وہاں صحابہ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔ صحابہ تو ناراض تھے کہ کیسا انسان تھا، کیسا پلید آدمی تھا جو آیا ہے اور پھر مسجد کو بھی گندہ کر گیا۔ اور صبح جا کے دیکھا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود اپنے ہاتھ سے اس کے گند دھو رہے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا کرتے ہیں، ہمیں موقع دیں، آپؐ نے فرمایا میرا مہمان تھا۔ تو یہ مغفرت کی انتہا ہے جیسا رب غفور رحیم ویسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غفور رحیم تھے۔ اور مہمان نوازی میں مغفرت کی ضرورت بارہا پیش آتی ہے۔ ضروری نہیں کہ پرانے تعلقات میں کوئی خرابی ہو۔ گہرے دوستوں سے، ان کے بچوں سے ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ کسی معصوم بچے سے آپ کا قیمتی واچ گر کر ٹوٹ جائے گا، کوئی بچے گندی عادات کے ہیں وہ دیواروں پر لکیریں مارنے لگ جاتے ہیں۔ جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ان کو نصیحت میں الگ کروں گا۔ لیکن میں رکھنے والوں کے حوصلے کی بات کر رہا ہوں اس وقت۔ ان کو جہاں تک ممکن ہو مغفرت کا سلوک کرنا چاہئے اور اپنا حوصلہ بڑھانا چاہئے۔ نصیحت کرنی ہے تو کریمانہ نصیحت کریں کیونکہ نصیحت بھی کریمانہ اور غیر کریمانہ ہو سکتی ہے۔ مہمان نوازی کے تعلق میں کریمی کے سوا اور کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مہمان نوازی کرنی ہے تو کریم ہونا پڑے گا۔ رزق پیش کرنا ہے تو رزق کریم پیش کرنا ہوگا۔

اب رزق کریم کے تعلق میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں رزق کی نوعیت کا ذکر نہیں ہے۔ ایک معمولی رزق بھی، بہت ہی غریبانہ رزق بھی رزق کریم بن جاتا ہے اگر اس کا مالک کریم ہو اور ایک کریمی کے جذبے کے ساتھ، عزت افزائی کی خاطر، مہمان کے سامنے اس طرح پیش کرے کہ تھوڑے کو بھی بہت سمجھے اور اپنی عزت افزائی سمجھے۔ تو کریمی کا تعلق نعمت کی قسم سے نہیں ہے، رزق کی نوعیت سے نہیں ہے۔ کریمی کا تعلق اس رجحان سے ہے جو مہمان نواز کے دل کا رجحان ہے، جو مہمان نوازی میں ڈھلتا ہے اور مہمان کو دکھائی دیتا ہے اس کو بتانا نہیں پڑتا۔ وہ جانتا ہے کہ اسی میں عزت ہے۔ اب اگر کسی کے پاس صرف پانی ہے تو وہ پانی ہی پیش کرے گا مگر اگر شرم ہو طبیعت میں، انکساری ہو، خجالت ہو کہ میں کچھ نہیں کر سکتا اس کا درد اس کی آنکھوں میں نمایاں ہو تو وہ پانی رزق کریم ہے اور جس مہمان کو یہ رزق کریم پیش کیا جائے گا ان جذبوں کے ساتھ، وہ اپنی عزت سمجھے گا وہ اس کے لئے دل میں جذبہ درد محسوس

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

کرے گا اس کی مزید عزت اپنے دل میں پائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ مغفرت کے ساتھ رزق کریم کو باندھا ہے۔ پس آپ کی غربت آپ کے رزق کریم پیش کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بات کہ آپ مہمان کی سب تمناؤں اور خواہشات کو پورا نہیں کر سکتے یہ بھی رزق کریم پیش کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی کیونکہ رزق کریم آپ کی طبیعت کے کرم کے نتیجے میں بنتا ہے۔ آپ معزز ہیں، آپ کے دل میں شرافت کی اعلیٰ قدریں ہیں تو جو رزق بھی آپ مہمان کو پیش کریں گے وہ لازماً رزق کریم ہو گا۔

ایک معمولی رزق بھی، بہت ہی غریبانہ رزق بھی رزق کریم بن جاتا ہے اگر اس کا مالک کریم ہو اور ایک کریمی کے جذبے کے ساتھ، عزت افزائی کی خاطر، مہمان کے سامنے اس طرح پیش کرے کہ تھوڑے کو بھی بہت سمجھے اور اپنی عزت افزائی سمجھے

اس تعلق میں ایک اور مضمون جو اس آیت سے ابھرتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ یہ ہے "والذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولٰئک ھم المومنون حقا" کہ وہ لوگ جو ہجرت کر کے آئے ہیں خدا کی خاطر تکلیفیں اٹھا کے پہنچے ہیں۔ یعنی ایمان لانے والے جنہوں نے ہجرت کی اور خدا کی خاطر جہاد کئے وہ بھی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے ان کے لئے جگہ بنائی اور ان کی نصرت فرمائی یہ دونوں اللہ کے مہمان ہوں گے۔ یعنی مہمان اور میزبان دونوں ہی اللہ کے حضور برابر اجر پانے والے ہونگے۔ پس ہمارے جلسوں میں جو لوگ آتے ہیں ان کو ایک گونہ مشابہت ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی خاطر سفر اختیار کرتے ہیں، خواہ ہجرت دائمی نہ بھی ہو۔ ہجرت کے بہت سے مضامین ہیں، بہت وسیع مضمون ہے جس کا ہجرت سے تعلق ہے تو اللہ کی خاطر سفر کرنے والا مہاجر ہوتا ہے۔ اللہ کی خاطر ایک بدی ترک کر کے ایک نیکی کی طرف حرکت کرنے والا مہاجر ہوتا ہے۔ پس ان معنوں میں جلسے کے دنوں میں آنے والے مہمانوں پر اس آیت کا خصوصیت سے اطلاق ہوتا ہے۔ اگر آپ اس خیال سے ان کی مہمان نوازی کریں کہ ان کا سفر اللہ کی خاطر ہے، کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے۔ کوئی دنیاوی غرض ہوتی تو عام دنوں میں آتے اور اپنی موجیں کر کے واپس چلے جاتے۔ یہاں تو آنے والے بعض ایسے ہیں جن کی کوئی تمنا نہیں ہے لندن دیکھنے کی یا انگلستان آنے کی یا یورپ آنے کی۔ پیسے جوڑتے ہیں بڑے اخلاص کے ساتھ اور بعض قرض بھی اٹھا لیتے ہیں بعض چیزیں بیچتے ہیں۔ صرف تمنا ہے کہ ہم خدا کی خاطر اس جلسے میں شامل ہوں جہاں خلیفہ وقت موجود ہو گا اور وہ جماعت کا ایک نوع کا مرکزی جلسہ ہو گا۔ ایسے واقعات کثرت سے سامنے آتے ہیں کہ جب ایمبیسی والے بعض دفعہ لوگوں کو ویزا نہیں دیتے اس خوف سے کہ کوئی اور وجہ ہوگی تو ان کا جو ردعمل ہے وہ ایسا بعض دفعہ نمایاں ہوتا ہے کہ وہ اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں حالانکہ کوئی گواہی نہیں ملتی، طبعی ردعمل ان کے دل سے جو اٹھتا ہے وہ پہچان لیتے ہیں کہ ہاں یہ سچا آدمی ہے۔

ایک عورت کا ذکر میں نے ایک دفعہ پہلے جلسے میں کیا تھا بوڑھی خاتون، وہ جب ایمبیسی میں انٹرویو کے لئے گئیں تو ان پڑھ تھیں چونکہ، اس لئے ان کو Interprett کرنے والی عورت ساتھ تھیں۔ جب اس سے سوال کرنے والے نے پوچھا کہ تم کیوں جا رہی ہو۔ اس نے کہا ہمارا امام وہاں ہے، بڑی دیر ہوئی دیکھے ہوئے اس لئے میں نے ضرور جانا ہے وہاں اور جلسہ کا موقع ہے، دوسرے بھی آئے ہونگے اس روحانی ماحول میں میری برسوں کی پیاس بجھے گی اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ توضمناً اس نے کچھ سوال کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کوئی رشتے دار بھی ہے وہاں اس علاقے میں۔ اس نے کہا ہاں میری بیٹی ہے۔ اس نے کہا کب سے ہے۔ اس نے کہا بارہ سال سے وہاں ہے۔ تو اس نے کہا پھر یہ کیوں نہیں کہتی کہ بیٹی سے ملنے جا رہی ہوں۔ بے اختیار جو اس عورت کے منہ سے بات نکلی اس نے کہا "درفٹے منہ" یہ ایک اظہار ہے بے اختیار غصے کا "میری بیٹی بارہ سال توں ہے۔ میں تے کدی ویکھیا ای نئیں اس پاسے" میں نے تو کبھی اس طرف جانے کا سوچا بھی نہیں تھا، آج مجھے کیا خیال آیا ہے۔ اتنا بے اختیار تھا اس کا اظہار، اس کا ترجمہ صحیح ہوا یا نہیں اسی وقت اس افسر نے اس کو ویزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

تو آنے والے اگر للہ آتے ہیں تو وہ آپ کے مہمان ان معنوں میں بنتے ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں جن کی آپ نے مہمان نوازی کرنی ہے۔ اس لئے پہلے سے زیادہ لازم ہے کہ وہ مہمان نوازی کریں جو اللہ اپنے بندوں کی کرتا ہے۔ اور دوسری ضرورت اس لئے بھی پیش آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ان مہمانوں کی لسٹ میں شامل کر لیا ہے جو خدا کی خاطر اپنے گھروں میں خدا کی خاطر آنے والوں کے لئے جگہ بناتے ہیں، ان کے ساتھ عزت سے پیش آتے ہیں اور ان کی نصرت فرماتے ہیں۔ فرمایا میں جن کو مہمان رکھوں گا اس میں یہ سارے شامل ہیں۔ آنے والے بھی اور میزبان بھی۔ اور ان سب کے لئے ایک مغفرت کا باب قائم کیا جائے گا۔ جو اس دروازے سے گزرے گا وہ بخشا ہوا ہو گا اور اس کے لئے پھر رزق کریم ہی ہے یعنی عزت والی مہمان نوازی جو خدا کی طرف سے اس کے اکرام کا موجب ہوگی۔

اب لفظ کریم میں بہت ہی گہرا مضمون ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو کریم کہہ دیا جاتا تو وہ بات نہ بنتی۔ رزق کریم نے بتایا کہ خدا کا کرم اس مہمان نوازی کی معرفت اس مہمان کی طرف منتقل ہو رہا ہے اور وہ کریم بن رہا ہے اس لئے بہت ہی بڑا Tribute جس کو کہتے ہیں یا بہت ہی بڑا ایک احسان کرنے کا انداز ہے اللہ تعالیٰ کا جسے اس محاورے میں ظاہر فرمایا گیا کہ اس کے سامنے رزق کریم پیش ہو گا۔ یعنی جس کو وہ رزق پہنچے گا وہ معزز ہو گا اور جس معزز کی طرف سے وہ رزق پیش ہو گا وہ اس رزق کو اسی طرح معزز کر دے گا جیسے پیش کرنے والا معزز ہے۔ اس کی شان اس میں پائی جائے گی۔ اور جس کی مہمان نوازی اس رنگ میں ہو رہی ہوگی اس کے تو بلے بلے۔ کیا شان ہے اس کی کہ اللہ کا مہمان بنا ہوا ہے اور رزق کریم پیش کیا جا رہا ہے۔ تو آپ اگر ایسا کریں گے تو اللہ وعدہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں بھی اس فہرست میں داخل کروں گا جو میری خاطر مہاجر ہجرت کرتے ہیں یا میری خاطر ان کی عزت افزائی کرتے ہیں وہ سب میرے مہمان ہونگے اور مغفرت اور رزق کریم کا میں ان سے وعدہ کرتا ہوں۔

دوسری آیت جس کا میں نے ذکر کیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اولٰئک ھم المومنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم" یہی وہ لوگ ہیں جو سچے مومن ہیں "لھم درجات عند ربھم" ان کے لئے ان کے رب کے حضور بڑے بڑے درجات ہیں۔ ایک درجہ نہیں ہے صرف، بہت سے درجات ہیں۔ "ومغفرۃ ورزق کریم" اور مغفرت ہے اور پھر رزق کریم ہے۔ جن لوگوں کی صفات بیان ہوئی ہیں ان صفات پر بھی تو نظر ڈالئے۔ اس لئے آنے والے مہمانوں کو بھی وہ صفات اختیار کرنی چاہئیں جو ان کو خدا کی مہمان نوازی کا مستحق بنائیں گی۔ اور جو ان کو مہمان ٹھہراتے ہیں ان کی بھی اس بات پر نظر رہنی چاہئے کہ اگر انہوں نے اللہ کا مہمان بننا ہے اور آخر ضرور بننا ہے ان بندوں نے جن سے خدا مغفرت کا سلوک فرمائے گا تو اپنے مہمانوں میں بھی ان صفات کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اور خود اپنے اندر بھی وہ صفات جاری کریں کیونکہ ایک آنے والا مہمان ہر معزز شخص کے گھر ٹھہرنے کا اس کی مہمانی قبول کرنے کا خود بخود مستحق نہیں ہوتا۔

یہ درست ہے کہ میزبان خواہ کیسا ہی معزز ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر جھکتا ضرور ہے اور ایک حد تک اپنے اعلیٰ مقام سے تنزل کر کے، نیچے اتر کر اپنے مہمان کی خدمت کرتا ہے، ایک طبعی امر ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ شایان شان نہیں ہوتے، اس لائق نہیں ہوتے کہ اس مہمان نوازی کے قابل ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ صفات بیان فرما دیں کہ اگر تم میری مہمان نوازی کے قابل بننا چاہتے ہو تو ان باتوں کا تمہیں خیال رکھنا ہو گا۔ "انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم" میرے مہمان وہ لوگ ہونگے، ایسے مومن کہ جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دلوں پر زلزلہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس قدر ان کے دلوں پر خدا کا رعب چھاتا ہے، ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے یا جوش محبت سے وہ تھرتھری لینے لگتے ہیں اور "وجلۃ" کا لفظی ترجمہ تو خوف ہے لیکن خوف کے نتیجے میں جو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ پس "وجلت قلوبھم" کا مطلب یہ نہیں کہ ڈر گئے ہیں جیسے نعوذ باللہ کسی جانور سے ڈر گئے ہوں۔ اللہ کے خوف میں محبت بھی داخل ہے اور رعب بھی داخل ہے۔ پس اللہ کے خوف سے یعنی اس کے رعب سے اس کی عظمت کے تصور سے ان کے دل لرزنے لگتے ہیں اور اللہ کی محبت میں ان کے دلوں پر جھرجھری طاری ہو جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا "واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون" (الانفال: ۳)۔ جب اللہ کی آیات ان پر پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان بڑھتے ہیں اور پہلے سے بہتر حالت میں وہ واپس لوٹتے ہیں اور توکل اللہ پر کرتے ہیں، کسی اور پر توکل نہیں کرتے۔ وہ جو پہلی آیت میں نے پڑھی تھی جس میں "نزلا من غفور رحیم" کا ذکر تھا۔ اس کے آغاز میں بھی درحقیقت توکل ہی کا مضمون ہے۔ پس مہمان نوازی اس کی ہوگی جو غیر اللہ کے رزق کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھتا۔ وہ اس رزق کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو اللہ کی رضا سے باہر حاصل کیا جائے۔ اور خالصتاً اللہ کو اپنا رب بناتا ہے اور اسی پر توکل کرتا ہے۔ پس جو مضمون بہت آسان لگ رہا تھا اب جب آگے بڑھتے ہیں تو کچھ مشکل لگنے لگتا ہے مگر اس مشکل کو بھی اللہ ہی حل فرمائے گا۔

پہلی آیت کا آغاز اس طرح ہوا ہے "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا" وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے یعنی وہی ہمارا رازق ہے، وہی ہمارا پروردگار ہے، ہماری زندگی کا ہر سہارا اسی سے حاصل ہو گا۔ اور یہ کہہ کر انہوں نے استقامت اختیار کی۔ استقامت کے بہت سے مضمون ہیں ان میں ایک مضمون جو اس آیت کے تعلق میں توکل کے تعلق میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ دعویٰ کرنے کے بعد جب روزمرہ مصیبت پڑے گا، بھوک ابتلاء لائے گی یا بچوں یا بیویوں کی ضرورت مشکلات پیش کرے گی۔ یا اردگرد کے معاشرے کا رہن سہن طبیعت میں تمنا پیدا کرے گا کہ ہم بھی ایسے ہی ہوں، ہمارے بچے بھی اسی طرح

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE

FILLER

FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:

2nd HAND MAC

BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

زندگی بسر کریں اور اس کے باوجود یہ وعدہ یاد آئے گا کہ ہم نے تو یہ عہد کیا تھا کہ "ربنا اللہ" صرف اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر وہ تمام رزق کی لالچوں اور حرصوں کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں، ٹھکرا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں "ربنا اللہ" اللہ ہمارا رب ہے یہی توکل ہے جس کا اس آیت میں بھی ذکر ہے کہ وہ میری ذات پر توکل کرتے ہیں ان کی مہمان نوازی میرا فرض ہے اور وہ مہمان نوازی صرف آخرت میں نہیں ہوتی بلکہ اس دنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ "ربنا اللہ ثم استقاموا" کہنے والوں کے متعلق فرمایا ایسے فرشتے اترتے ہیں جو کہتے ہیں "نحن اولیاء کم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ" وہ کہتے ہیں ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہونگے اور آخرت میں بھی۔ "ولکم فیہا ماتشتھی انفسکم ولکم فیہا ماتدعون" تو توکل کے نتیجے میں اللہ مددگار بھیجتا ہے اور توکل کی جزاء آخرت ہی میں نہیں بلکہ اس دنیا ہی میں ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے دیکھیں، تاریخ اسلام کے دوسرے دور یعنی احمدیت کا مطالعہ کر کے دیکھیں اتنے نمایاں اور قطعی شواہد ہمیں ملتے ہیں کہ جنہوں نے خدا کی خاطر غیر اللہ کی طرف سے آنے والے رزق سے آنکھیں بند کر لیں بلکہ دیکھا اور ٹھکرا دیا اور ذرہ بھر بھی پروا نہیں کی اللہ نے ان کے رزق میں اتنی برکت دی کہ ان کی اولادوں، اولاد کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نسلاً بعد نسل مالا مال کر دیا اور آنے والے بھول بھی گئے کہ ہمیں کیوں رزق عطا ہو رہا ہے۔ لیکن در حقیقت خدا کا یہی وعدہ پورا ہو رہا تھا کہ تم نے مجھے رب کہا تھا، میرے ہو رہے تھے، مجھ پر توکل کیا تھا، اس لئے اب میں تمہارے رزق کا ضامن ہوں اور میں اسے بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ دنیا میں بھی عطا کروں گا اور آخرت میں بھی عطا کروں گا تو یہ دوسری صفت ہے جو متعین ہو گئی۔

ہمارے جلسوں میں جو لوگ آتے ہیں ان کو ایک گونہ مشابہت ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی خاطر سفر اختیار کرتے ہیں خواہ ہجرت دائمی نہ بھی ہو

اب آنے والے اگر ضرورت کے ابتلاء میں پڑ کر قرض مانگتے ہیں، نیت یہ ہوتی ہے کہ واپس ہی نہیں کریں گے یا گر جاتے ہیں اخلاق سے اور ہر کس و ناکس کے سامنے جھولی پھیلانے لگتے ہیں یا یہ نہ بھی کرتے ہوں تو اپنی غربت کے قصے پیش کرنے لگ جاتے ہیں، اپنے حالات دردناک طریق پر بتاتے ہیں، یہ سارے دراصل غیر اللہ سے رزق طلب کرنے کے بہانے ہیں۔ بعض لوگ جو اپنے حالات بیان کرتے ہیں حقیقت میں وہ جس کے سامنے بیان کرتے ہیں اس سے دعا مانگ رہے ہوتے ہیں۔ یہ انبیاء کی سنت اختیار نہیں کرتے کہ "انما اشکوا بثی وہ حزنی الی اللہ" کہ غم تو مجھے بھی ہے تکلیفیں تو مجھے بھی پہنچتی ہیں مگر میں اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنا غم پیش نہیں کرتا، اللہ ہی کے حضور پیش کرتا ہوں۔ تو جو توکل کرنے والے ہیں ان کی ایک یہ بھی صفت ہے جو لازماً ان کے کردار کو عظمت عطا کرتی ہے کہ وہ اپنی غربت کی پردہ پوشی کرتے ہیں، اپنے داغ دکھاتے نہیں ہیں۔ ہاں غربت جو خود دکھائی دینے لگتی ہے۔ جہاں جگہ جگہ لگے ہوئے پیوند اپنی کہانی خود بیان کرتے ہیں وہ ایک الگ قصہ ہے "ماظہر منہا" جو ہے اس میں بندے کا اختیار نہیں ہے۔ مگر رزق حاصل کرنے کی خاطر، رحم کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کے لئے انسان بندوں کے سامنے کوئی عجز اختیار کرے مانگے یا مانگے بغیر اپنے حالات پیش کر دے یہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے آنے والے اللہ کرے کہ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہ ہو جس کی نیت میں یہ فتور داخل ہو مگر بعض دفعہ آنے والے ایسا کرتے رہے ہیں۔ اس لئے میں فرض سمجھتا ہوں کہ سب کو عموماً متنبہ کر دوں۔ بعض میرے سامنے آجاتے ہیں تو وہ ان کا کھلنا اور بات ہے۔ امام وقت کے سامنے ضرورتیں پیش کرنا یہ اور مضمون ہے میں ان کو کسی قسم کا متہم نہیں کر رہا، ان پر کوئی اتہام نہیں۔ مگر لوگوں کے سامنے مجلسوں میں بیٹھ کر ایسی باتیں کرنے والے جو ہیں ان کی اطلاعیں مجھے پہنچتی رہتی ہیں اور لوگ بتاتے ہیں کہ فلاں شخص کا یہ حال تھا اس لئے ہم نے یہ کام کیا۔ میں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا؟ اس نے خود بتایا پتہ کیوں نہ چلے۔ اور پھر یہ لوگ بعض دفعہ بالآخر پیشہ ور ہو جاتے ہیں اور خدا سے توکل کا تعلق کاٹ لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو انداز پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے چہرے ایسے ہونگے کہ چمڑے ہڈیوں سے لگے ہونگے اور ان کے درمیان کوئی گوشت نہیں ہوگا۔ جب پوچھا جائے گا یہ کیا بات ہے۔ تو پتہ چلے گا کہ وہ اپنی غربت لوگوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور خدا کی بجائے لوگوں سے امداد کے طالب رہتے تھے۔ سوالی ہیں یہ لوگ۔ تو ایک طرف یہ حکم ہے کہ سوالی سے غصے سے پیش نہ آؤ، اس سے زیادتی نہ کرو، اسے دباؤ نہیں۔ دوسری طرف یہ ارشاد ہے کہ دیکھو خود سوالی نہ بننا یعنی اللہ کے سوالی بنو، غیر اللہ کے سوالی نہ بنو۔ تو جن لوگوں کی مہمان نوازی کا ذکر آپ نے سنا کہ اللہ مہمان نوازی فرمائے گا اب ان کے حالات بھی سنیں کہ وہ کیسے لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ مہمان نوازی فرمائے گا۔ اور خود اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں میں یہ ذکر کر رہا ہوں "اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتھم ایماناً" جب اللہ کے نشان ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو وہ بہرے کانوں سے نہیں سنتے۔ ان نشانات کو سن کر ان کے ایمان تازہ ہوتے ہیں اور پہلے سے بڑھ جاتے ہیں۔ "وعلیٰ ربہم یتوکلون" اور اپنے رب پر توکل میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ توکل تو شروع سے ہی تھا۔ "ربہم یتوکلون" کو آخر پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جب ایمان بڑھتا ہے تو توکل بڑھتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنے رب پر توکل کرنے لگتے ہیں۔

"الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون" (الانفال: ۴) یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ پس آنے والے مہمان ہوں یا ان کے میزبان ہوں اگر وہ نماز کو قائم کرنے والے نہیں تو اسی حد تک خدا تعالیٰ کی مہمانی کے وعدے سے اپنے آپ کو محروم کرنے والے ہیں۔ یہ صفات ہیں جو خدا کے مہمانوں کی ہیں اللہ نے خود بیان فرمائی ہیں۔ پس آنے والے بھی نماز قائم کریں۔ بسا اوقات دیکھا ہے کہ لگتا تو یہ ہے کہ جلسے کے شوق میں آئے ہیں مگر بات بعد میں یہ کھلتی ہے کہ مجالس کے شوق میں آئے ہیں۔ مل بیٹھنے، ایک دوسرے سے گپ شپ مارنے، جو جلسے کے ماحول کا لطف ہے ایک قسم کے میلے والا دلچسپی اس میں تھی نہ کہ اللہ کی آیات کی تلاوت میں تھی، دلچسپی گپ شپ میں تھی نہ کہ ذکر الٰہی میں تھی۔ چنانچہ جہاں ذکر الٰہی کی مجالس ہوں، جہاں جلسے ہو رہے ہوں، سنجیدہ تقاریر ہوں وہاں سے جس حد تک ممکن ہے کھسکنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر الگ اڈے بناتے ہیں۔ یا یہ بازاروں میں جا کر دوکانوں کے سامنے، کافی ہاؤس یا کبابوں کی دکانوں کے سامنے یا جہاں پکوڑے بک رہے ہیں وہاں دکھائی دیں گے اور خوب مجلس لگی ہوگی اور قہقہے ہو رہے ہونگے اور جب کہ تقریر جلسے کی چل رہی ہے، آوازیں پہنچ رہی ہیں۔

پس میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ یہ اللہ کے مہمان نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی مہمان نوازی بھی فرض ہے اور اخلاق حسنہ کا تقاضہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہے ان سے کرم کا سلوک کرو۔ مگر وہ فہرست جس میں خدا کے مہمان داخل ہیں اس سے یہ نکل جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے کیا سلوک کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر آپ مغفرت کے طالب ہیں تو مغفرت کریں گے تو مغفرت کے طالب ہونگے۔ پس ایسے لوگوں کو طعنے نہیں دینے چاہئیں اور رزق کریم یہاں یہ معنے اختیار کر لے گا کہ کریمانہ نصیحت کریں۔ ان کو ایسی پاک نصیحت کریں جو ایک معزز انسان کیا کرتا ہے جو ایک معزز انسان کے شایان شان ہے۔ اس سے نصیحت کے انداز سیکھتے ہوئے اس طرز پر ان کو نصیحت کریں کہ بھائی اتنی دور سے آئے ہو کیا پاکستان میں یا ہندوستان میں یا بنگلہ دیش میں یا جرمنی میں پکوڑے نہیں ملتے تھے، وہاں کباب نہیں کھائے جا سکتے تھے۔ خدا کا ذکر سننے آئے ہو چند دن برداشت کرو ضبط کرو اگر سنو گے تو کم سے کم ایک وعدہ تمہارے حق میں پورا ہو گا کہ "زادتھم ایماناً" یہ آیات جو ہیں تمہارے ایمان بڑھائیں گی اور ایک اور ذوق تمہارے دل میں پیدا کر دیں گی جو اس ذوق کے علاوہ ہے۔

اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ قیامت کی مہمان نوازی کے لئے یہ ذوق ہونا ضروری ہے۔ اگر دنیا کا ذوق اسی طرح رہے اور اللہ کی محبت اور پیار کا ذوق نہ ہو تو "ماتشتھی انفسکم" کا مضمون جاری ہی نہیں ہوتا پھر۔ کیوں کہ وہاں وہ اشتہاء پوری کی جائے گی جو پاکیزہ ہے، جو اللہ کی ذات سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے یا صلاحیت کا تقاضا کرتی ہے۔ پس خدا کا مہمان بننا ہے تو اس دنیا میں اس کی آیات سے لطف اٹھانا تو سیکھ لو۔ اگر خدا کے مہمان بننا ہے تو جب اس کا نام آئے تو اس کے رعب اور اس کی تمکنت سے اور پھر اس کی محبت سے تمہارے دلوں پر ایک لرزہ طاری ہو جائے۔ جو لذت تم یہاں پاتے ہو اس کے ذکر سے، وہی لذت آگے تمہاری مہمان نوازی کرنے والی ہے۔ پس دنیا کی زندگی میں ضروری چیزیں انسان کو لذت پہنچاتی ہیں جو عام دنیا کی چیزیں ہیں مگر مراد یہ ہے کہ انہی کا نہ ہو رہنا۔ ذکر الٰہی سے بھی لذت حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کرو کیونکہ آخر پر پھر ذکر الٰہی رہ جائے گا یہ مادی لذتیں یہیں رہ جائیں گی، یہ وہاں نہیں پہنچیں گی۔

پس اس پہلو سے اپنی بھی تربیت کریں، اپنی اولادوں کی بھی تربیت کریں اور جلسے کے دنوں میں کوشش کریں کہ آپ کے مہمان زیادہ سے زیادہ وقت جلسے کے دوران جلسے ہی میں رہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ تقریر کس کی ہے۔ کیونکہ تقریر کسی کی بھی ہو خدا کی خاطر ایک تیار کرنے والے نے آپ کی مہمانی تیار کی ہے۔ اور اس کو آپ کو قبول کرنا چاہئے۔ اور ابتداء میں اگر طبیعت، مزاج اس کے مطابق نہ بھی ہو، طبیعت اس کے خلاف ہو یا نہ ہو مزاج کا پوری طرح تطابق نہ بھی دیکھیں آپ، تب بھی رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ وہ مزاج پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ بہت پرانا بچپن سے میرا تجربہ ہے کہ بسا اوقات ایک جگہ بیٹھے ہیں، کوئی خاص شوق نہیں تھا اس تقریر کو سننے کا، محض اس لئے کہ ہونی ہے، ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے چلو بیٹھ جاتے ہیں۔ کئی ایسے مقرر ہوتے ہیں جو انسان کو پسند نہیں ہوتے مگر بیٹھنے کے بعد ہمیشہ یہ احساس ہوا کہ نہ بیٹھتے تو محروم رہتے۔ تیار کرنے والے بڑی محنت سے اللہ کی خاطر کچھ چیزیں تیار کرتے ہیں اور بڑے سے بڑا عالم بھی

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
M TV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ان کو سن کر ضرور کچھ نہ کچھ فیض پاتا ہے۔ ہر ایک کا ایک اپنا رنگ ہے، ہر ایک کا اپنا ایک ذوق ہے جس کے مطابق وہ چیزیں تلاش کر کے پیش کرتا ہے۔

پس ایسی تقریروں کو جو آپ کے مزاج کے مقرروں کی طرف سے نہ ہوں حقارت سے دیکھنا، نظرانداز کر دینا ایک تکبر کی روح ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور فائدہ ضرور ہو گا آپ کو۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی خاطر آپ بیٹھے ہوں اور فائدہ نہ ہو۔ اور اگر کچھ بھی سمجھ نہ آئے، کچھ بھی پتہ نہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے تب بھی بیٹھنا ہی بیٹھنا ہے کیونکہ محبوب کا ذکر ہے۔ اور ایسے غیر ملکی ہم نے دیکھے ہیں امریکہ سے جو مہمان آیا کرتے تھے قادیان میں بھی اور ربوہ میں بھی یا باہر کے دوسرے ملکوں سے بھی پوری تقریریں خواہ وہ نظام ٹرانسلیشن کا ہو یا نہ ہو، پوری تقریریں پورا وقت بیٹھ کر سنتے تھے۔ آواز آتی تھی سمجھ کچھ نہیں آتی تھی مگر خدا کی خاطر بیٹھے رہتے تھے۔ تو اگر باہر سے آنے والے وہ جو خالصتاً خلوص سے اللہ کی خاطر سفر کرتے ہیں یہ نمونے دکھا سکتے ہیں کہ جو زبان نہ بھی سمجھ آتی ہو اس میں بیٹھے رہیں۔ تو وہ لوگ جنہیں کچھ نہ کچھ وہ زبان سمجھ آتی ہے ان پر تو بدرجہ اولیٰ فرض ہے ان پر تو لازم ہے کہ وہ خدا کی خاطر اس مجلس میں بیٹھیں۔ اگر کچھ نہ بھی پلے پڑے تو آپ نے کچھ ضائع نہیں کیا یہ وقت آپ کے کام آ گیا۔ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی خاطر بیٹھنے والوں کی صحبت ایسی بابرکت ہے کہ جو شخص محض پاس کسی اور غرض سے بھی بیٹھ جاتا ہے مگر شامل رہتا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ برکت نازل فرماتا ہے اور فرشتوں کو کہتا ہے کہ ان کو بھی ان لوگوں میں لکھ لو جو میرے ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھے تھے اور ثواب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ جو میری خاطر بیٹھنے والے لوگ ہیں مجھے اتنے پیارے ہیں، ایسے معزز ہیں کہ ان کے ساتھی بھی ان سے عزت پاتے ہیں۔ تو آپ اس خاطر جلسے کی تقریروں میں بیٹھیں۔ اگر خود سمجھ نہیں آتی یا ذوق نہ بھی ہے، کم از کم اس وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پڑے گی اور ہو سکتا ہے یہی آپ کی بخشش کا سامان ہو جائے۔ تو وہ رونقیں جو جلسے سے باہر ہو جاتی ہیں وہ جلسوں کے اندر رہیں گی اور باہر کامل سکون اور امن ہو گا اور کوئی شخص بے ضرورت پھرتا دکھائی نہیں دے گا اور پنڈال ہمیشہ بھرے رہیں گے اور یہ بات فی ذاتہ ایمان بڑھانے کا موجب بنتی ہے، بہت اعلیٰ تربیت کا موجب بنتی ہے۔

پھر فرمایا "الذین یقیمون الصلوٰۃ" یہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں۔ اب جلسے کے دوران مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی دونوں کو نماز کو بہرحال قائم کرنا ہے۔ کیونکہ یہ سب تعریفیں ان لوگوں کی کی جا رہی ہیں جنہوں نے آخر مغفرت کے دروازے سے گزرنا ہے۔ جن کے خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑے درجات ہیں۔ تو آپ کو اس کا مستحق یوں بننا ہو گا کہ نمازوں کو قائم کرنا ہو گا جلسے کے دنوں میں باقاعدگی سے ہر شخص جو وہاں موجود ہو، اس دائرے میں، اسے نماز پڑھنی چاہئے سوائے اس کے کہ کوئی فریضہ ایسا سپرد کیا گیا ہو ایسا نظام جماعت کی طرف سے کام ہو کہ اس وقت با جماعت نماز میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اس کو پھر الگ با جماعت نماز پڑھنی چاہئے۔ یعنی با جماعت نمازیں کئی ہو سکتی ہیں ایسی صورت میں۔ پس نماز کو قائم کریں اور نماز کو قائم کرنے کا یہ مطلب صرف نہیں ہے کہ آپ نماز با جماعت پڑھیں، لوگوں کو بھی پڑھائیں یہ اقام الصلوٰۃ ہے۔ سمجھائیں، پیار سے نصیحت کر کے، ہمدردی کے جذبے کے ساتھ کہ بھئی دیکھا سنا نہیں ہے کہ اللہ کی طرف سے کیا آواز آئی ہے۔ "حی علی الصلوٰۃ" نماز کی طرف دوڑے چلے آؤ۔ نماز کی طرف دوڑے چلے آؤ۔ اس خدا کی طرف سے آواز آئی ہے جو کہتا ہے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" خدا سب سے بڑا ہے، خدا سب سے بڑا ہے اور پھر تکرار سے تمہیں بتاتا ہے کہ تمہیں دعوت دینے والا ہر دوسری چیز سے بڑا ہے۔ "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پھر کہتا ہے "حی علی الصلوٰۃ" جب یہاں تک پہنچتا ہے مگر اس سے پہلے "اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ" یہ دو اعلان ہونے کے بعد پھر بلایا جا رہا ہے پوری تمہید قائم کر دی گئی ہے "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ"

اور جن کو سمجھ نہیں آتی کہ نماز کی طرف کیوں آئیں ساتھ ہی بیان فرما دیتا ہے "حی علی الفلاح، حی علی الفلاح" تمہیں کامیابی کی طرف بلا رہے ہیں، تمہیں ہم نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ اس لئے اس آواز کو سننے کے بعد دور کھڑے رہ جانا یا پرے ہٹ کر بیٹھ رہنا بڑی سخت محرومی ہے، ایسی محرومی جو انسان کو مجرم بنا دیتی ہے۔ پس نماز کو قائم کریں۔ دوسروں کو بھی بلائیں خود بھی حاضر ہوں۔ اپنے بچوں کی بھی تربیت کریں۔ جو مہمان آپ کے گھروں میں بیٹھے ہیں وہ بسا اوقات مجلس کے شوق میں بعض دفعہ دو دو بجے تک رات جاگے ہی رہتے ہیں۔ اور اس کے بعد سارے آرام سے سو جاتے ہیں کہ اب تو تھکے ہوئے ہیں۔ پھر میزبان یہ سمجھتا ہے کہ اونچی آواز نہ آئے، آنکھ نہ کھل جائے۔ اگر وہ نمازی بھی ہو تو آہستہ آہستہ اٹھتا ہے۔ یہ مہمان نوازی نہیں ہے، رزق کریم نہیں ہے جو پیش کر رہا ہے۔ اگر وہ معزز مہمان نواز، وہ مہمان نواز ہے جو خدا کی نمائندگی کر رہا ہے تو "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" کو بھول کر وہ خدا کی نمائندگی کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس کا فرض ہے کہ اگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا مہمانوں کو کہ سو جاؤ وہ سمجھتا ہے کہ ان کی دلآزاری ہو گی تو اٹھنے کا تو کہہ سکتا ہے۔ اٹھانے میں کوئی دلآزاری نہیں اگر وہ نماز کے وقت کا اٹھانا ہے بلکہ سنت رسول کے مطابق ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی تھکا ہوا ہے، کتنے دنوں کا جاگا ہوا ہے، جب نماز کا وقت آتا ہے تو جگانا سنت انبیاء ہے اور قرآن کریم جگانے ہی کی ہدایت کرتا ہے۔ اور صبح کی نماز میں یہ اعلان بھی داخل فرما لیا ہے کہ "الصلوٰۃ خیر من النوم، الصلوٰۃ خیر من النوم" دیکھو دیکھو نماز نیند سے بہت بہتر ہے۔ یہاں نیند کا فرق نہیں کیا کہ تھوڑی نیند سے بہتر ہے یا زیادہ نیند سے بہتر ہے۔ ہر نیند سے بہتر ہے۔ خواہ کیسے ہی تھکے ہوئے کی نیند کیوں نہ ہو۔ تو کم سے کم یہ تو کریں کہ نماز کے وقت دروازے کھٹکھٹائیں اپنے مہمانوں کے کہ میاں پہلے تم اپنے شوق سے جاگے تھے اب خدا کی خاطر جاگو۔ جس کی خاطر یہ سفر اختیار کیا تھا اس سے ملنے کے لئے اٹھو اور نمازوں کو اپنے گھروں میں قائم کریں تو پھر باقی عادات نمازیں درست کر لیں گی۔ کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہو گا بعض لوگ جو تہجد کے لئے اٹھتے ہیں وہ کچھ دیر مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر معذرت کر لیتے ہیں کہ میاں ہم نے تو صبح اٹھنا ہے معاف کر دو ہمیں تو جانا ہی جانا ہے۔ تو جس کی نمازیں درست ہوں اس کے باقی کام بھی درست ہو جاتے ہیں اس کی عادتیں بھی درست ہو جاتی ہیں اس کے اوقات مناسب وقتوں میں بانٹے جاتے ہیں اور ہر وقت کا جو اپنا حق ہے وہ اسے ادا کرتا ہے نماز کی مجبوری کی وجہ سے پس نماز کو قائم کریں۔ "ومما رزقنٰھم ینفقون" غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ توکل کیا، اللہ سے رزق پایا مگر جو پایا اسے اپنے تک نہ رکھیں صرف۔ آگے پھر جتنا خدا نے دیا ہے توفیق ہو تو دوسروں کو بھی پیش کریں ان کو بھی اپنے رزق میں شامل کریں۔ اب دیکھیں کتنا زبردست مہمان بن رہا ہے اللہ کے لئے۔ ایسا مہمان ہے کہ اس کی ایک ایک ادا خدا کو پیاری ہے۔ اسی لئے اس موقع پر فرماتا ہے "اولٰئک ھم المومنون حقا" یہ سچے مومن ہیں۔ "لھم درجات عند ربھم" ان کی ایک ایک ادا خدا کے حضور ان کے درجے بنا رہی ہے۔ ہر جو بات بیان کی گئی ہے اللہ کی خاطر وہ اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کو اتنی پیاری ہے کہ ہر بات ان کا ایک درجہ بنا دیتی ہے۔ "لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم" ان کے لئے مغفرت ہے اور مغفرت کے بعد پھر رزق کریم ہے جس کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ تمام ان میزبانوں کو جو یو۔ کے۔ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں خدا کی خاطر آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جس طرح میں نے بیان کیا ہے صبر اور حوصلے کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہے ان کی دلداری کریں اور دلآزاری کو معاف کر دیں۔

اور آنے والوں کو میں اس ضمن میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تین دن کی مہمانی رکھی ہے اس کے بعد فرمایا "صدقۃ" صدقہ ہے۔ اور مہمان کا فرض ہے کہ خصوصی اجازت لے کہ کیا چند دن اور آپ مجھے خوشی سے رکھ سکتے ہیں۔ یہ مضمون ہے عام مہمانوں کا۔ بعض رشتے دار ہیں، اپنی بچیاں ہیں اپنے گھر والے اور ہیں جو آپس میں ہمیشہ سے بعض روایتی تعلق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے پاس جاتے ہیں مہینوں بھی ٹھہر جاتے ہیں دونوں کی خوشی کا موجب بنتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ سن کر رسمی طور پر جائیں اور تین دن کے بعد کہیں کیا ہم ٹھہر سکتے ہیں۔ عقل سے کام لینا چاہئے، حکمت کی باتیں حکمت سے عمل میں لانی چاہئیں۔ مراد یہ ہے کہ جو عام مہمان ہیں جن کے ساتھ پرانے رابطے نہیں ہیں لمبے قیام کے، ان کا فرض ہے کہ تین دن سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں حق ادا ہو گیا اجازت چاہیں۔ اور اگر پھر وہ خوشی سے روکے یا آپ اجازت چاہتے ہیں اور آپ جانتے ہیں اس کا چہرہ دیکھ کر کہ کوئی انقباض نہیں ہے تو پھر بے شک کچھ دن اور ٹھہر جائیں مگر ایسے مہمان نہ بنیں کہ میزبان آئندہ ہمیشہ کے لئے مہمانی سے ہی توبہ کر لے۔ ایسے مہمان نہ بنیں جیسا ایک عرب بدو کے تجربے میں آیا تھا۔ ایک ایسا مہمان آیا جو اتنا کھاتا تھا کہ جب وہ میزبان سالن پہنچاتا تھا اور روٹی لینے جاتا تھا تو سالن ختم ہو چکا ہوتا تھا اور روٹی رہ جاتی تھی۔ پھر وہ دوڑتا تھا کہ روٹی کے لئے سالن لاؤں تو واپس آتا تھا تو روٹی ختم اور سالن باقی ہے۔ اس کا گھر اجڑ گیا چند دن میں۔ جتنی بکریاں تھیں ذبح ہو گئیں۔ بالآخر اس نے بڑے ادب سے اور احترام سے پوچھا اور عرب بدوؤں میں بہت مہمان نوازی کی روایات تھیں گھر تو قریباً لٹا بیٹھا اس نے بڑے ادب اور احترام سے پوچھا یا حضرت! کدھر کا ارادہ ہے خیال آیا کہ تھوڑا سفر آگے بھی چلوں۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ مجھے معدے کی تکلیف ہے بھوک نہیں لگتی۔ اور ایک حکیم کا سنا ہے اس علاقے میں کہیں ایک حکیم ہے جو بھوک تیز کرنے کی دوائیں دیتا ہے میں اس کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تو اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی، عربی شعر ہے ۔

یا ضیفنا ان زرتنا لوجدتنا ☆☆☆ نحن الضیوف وانت رب المنزل

اے میرے معزز مہمان اگر پھر تجھے توفیق ملی ہماری زیارت کرنے کی تو تو یہ دیکھے گا کہ ہم مہمان ہونگے اور تو میزبان۔ ہمیں مہمان رکھ لینا ہمارا سب کچھ قبضہ کر لینا اور میزبان بن جانا۔

تو ایسے مہمان نہ بن کر آئیں کہ میزبان توبہ توبہ کر اٹھے اور کہے کہ بس کافی ہو گئی، آگے کہاں کا ارادہ ہے۔ خود ہی اپنے حیاء اور شرافت کے ساتھ وقت کے اندر اجازت چاہیں۔ اور جہاں تک روزمرہ کی تکلیفیں جو اس بات سے وابستہ ہی ہیں ان کا تعلق ہے اللہ ہر میزبان کو جزاء دے گا جو اس کی خاطر قربانیاں کرتا ہے۔ اللہ آنے والوں کو بھی سچے معنوں میں مسلمان مہمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور یہاں رہنے والوں کو بھی سچے معنوں میں مسلمان میزبان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسے میزبان جن کی میزبانی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک میرے بندے نے ایسی مہمان نوازی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مطلع کیا کہ جب وہ مہمان نوازی کر رہا تھا تو میں بھی ہنستا تھا، میں بھی خوش ہو رہا تھا، میں بھی لذت پا رہا تھا۔ تو خدا کرے انہی لوگوں میں سے جو یہاں مختلف بھیسوں میں پڑے ہیں، بڑے بڑے معزز لوگ ان میں شامل ہیں ان کی مہمان نوازی کے ایسے انداز ہوں کہ آسمان سے ان کی مہمان نوازی کو دیکھ کر عرش کا خدا بھی چٹخارے لینے لگے۔ اللہ کرے کہ ہمیں ایسی توفیق عطا ہو۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام ۷ تا ۹ جولائی کو دوسری سالانہ علمی ریلی کا انعقاد ہوا۔ ریلی میں ہر ضلع سے تین منتخب خدام شامل ہوئے۔ گذشتہ برس ۲۳ اضلاع سے ۸۴ خدام شامل ہوئے تھے جبکہ امسال ۳۴ اضلاع کے ۱۲۱ خدام نے شرکت کی۔ افتتاح سے قبل جو محترم نسیم سیفی صاحب مدیر الفضل نے کیا ایک بکرا صدقہ دیا گیا۔ اختتامی تقریب کے صدر محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر بیت المال تھے۔ ریلی میں چھ علمی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ تفصیلی رپورٹ "الفضل" ربوہ ۲۷ جولائی میں شائع ہوئی ہے۔

★★جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر دنیا بھر کے احمدیوں نے ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ نشر ہونے والی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر، مجلس عرفان اور عالمی بیعت کے پروگراموں سے اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ اس موقع پر اہل ربوہ نے بھی جلسہ کی روحانی برکات سے خوب فائدہ اٹھایا جس کی مختصر تفصیل "الفضل" ربوہ ۳۰ جولائی کی زینت ہے۔ دفتر صدر عمومی کی طرف سے ایک خوبصورت رنگین فولڈر ۵ ہزار کی تعداد میں چھپواکر گھر گھر پہنچادیا گیا تھا۔ مختلف گھروں کے علاوہ جہاں ڈش انٹینا نصب ہیں ربوہ کی ۵۰ سے زیادہ مساجد میں نشریات دکھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ متعدد جگہوں پر مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔

★★جمہوریہ ازبکستان کی آبادی قریباً ۲ کروڑ ہے اور یہاں ایک سو سے زیادہ قومیتوں کے لوگ آباد ہیں۔ مسلمانوں کا تناسب ۸۰٪ ہے۔ تاشقند دارالحکومت ہے اور سمرقند دوسرا بڑا شہر۔ اس علاقے نے عظیم لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ روس کی ۶۰٪ کپاس یہاں پیدا ہوتی ہے۔ نہری نظام کی وجہ سے باغات کی کثرت ہے جن میں سیب کی ۲۴۰ اور آڑو کی ۳۰۰ اقسام کاشت ہوتی ہیں۔ بہت سے دریا اور کئی گلیشیر بھی ہیں اور ۴۰۰ تھرمل بجلی گھر بھی یہاں اب موجود ہیں۔ ۷۰۶ء میں اسلام کو نفوذ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں ہوا اور ۱۲۰۰ سال تک یہ علاقہ اسلامی سلطنت کا حصہ رہا۔ اس دور کے بہت سے یادگاری مقامات آج بھی قابل دید ہیں۔ "الفضل" ربوہ ۳۰ جولائی میں یہ مضمون کرامت علی خان کی کتاب سے منقول ہے۔

★★صحافت کو موجودہ دور میں اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اسے عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کے بعد مملکت کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔ چھاپے کی ایجاد سے قبل صحافت کی موجودگی زیادہ تر سرکاری انصرام کے تحت تھی۔ پہلا مطبوعہ اخبار ۱۶۰۹ء میں جرمنی میں جاری ہوا۔ انگریزی میں پہلا باقاعدہ ہفت روزہ News ۱۶۲۰ء میں جاری کیا گیا۔ فرانس کا پہلا اخبار ۱۶۳۱ء میں اور امریکہ کے پہلے اخبار Public Occurrences کا اجراء ۱۶۹۰ء میں بوسٹن سے ہوا۔ برصغیر میں جہاں باقاعدہ حکومت منو مہاراج کے دور میں قائم ہوئی، اشوک کے عہد میں خبروں اور وقائع نویسی کا محکمہ قائم تھا۔ شیر شاہ کے دور میں ڈاک کا اعلیٰ نظام قائم ہوچکا تھا۔ اورنگ زیب کے دور میں صحافت کی آزادی تھی اور باقاعدہ قلمی اخبار روزانہ جاری ہونا شروع ہوگیا جس کا آغاز پہلے بادشاہوں کے دور میں ہوچکا تھا۔ اس اخبار کے نسخے کئی امراء کو بھجوائے جاتے تھے۔ قلمی صحافت کی مطبوعہ صحافت میں تبدیلی انگریزوں کی آمد سے شروع ہوئی۔ پہلا مطبوعہ اخبار ۲۹ جنوری ۱۷۸۰ء کو کلکتہ سے انگریزی زبان میں جاری ہوا جو چار صفحات پر مشتمل تھا۔ اس کا مالک تھامس کی تھا جسے کئی بار لغو الزامات لگانے کے الزام میں قید و جرمانے کی سزائیں دی گئیں اور بالآخر مارچ ۱۷۸۲ء میں اس کا چھاپہ خانہ ضبط کرلیا گیا۔ دوسرا اخبار "انڈیا گزٹ" دراصل تھامس کے اخبار کے جواب میں نکالا گیا تھا یہ پہلے ہفت روزہ تھا لیکن تین سال بعد سہ روزہ اور پھر روزنامہ بن گیا۔ اسکے بعد کلکتہ، مدراس اور بمبئی سے کئی اخبارات کا اجراء ہوا۔ اخبارات کے لئے پہلا قانون ۱۷۹۹ء میں حکومت بنگال نے جاری کیا جس کی خلاف ورزی کرنے والے کو واپس یورپ بھجوانے کی سزا دی جاتی تھی۔ برصغیر میں صحافت کے آغاز کے موضوع پر محترم محمد محمود طاہر صاحب کا یہ مضمون "الفضل" ربوہ ۳۱ جولائی میں شائع ہوا ہے۔

★★جماعت احمدیہ کینیڈا کا ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" جون ۹۵ء جلسہ سالانہ کینیڈا کے حوالے سے "جلسہ نمبر" ہے۔ اس شمارے میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے زیر اہتمام بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد مسجد بیت الاسلام میں ہوا جس میں ہندو مت، زرتشت، بدھ مت، سکھ مت، یہودی، عیسائی اور اسلام کے مقررات نے حصہ لیا اور "گھریلو زندگی میں عورت کے کردار" پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اجلاس میں شامل ہونے والی ۲۵۰ خواتین میں سے ۶۰ غیر از جماعت تھیں۔

★★پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کا ذکر خیر اسی شمارے میں محترم نصیر احمد صاحب نے کیا ہے۔ محترم قاضی صاحب گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل رہے، کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ کے صدر اور مختصر مدت کے لئے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل بھی رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں اجلاسات کی صدارت بھی فرمائی اور بعض جلسوں میں تقاریر بھی کیں۔ انگریزی زبان پر آپ سند کا درجہ رکھتے تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کی بعض کتب کا ترجمہ کرنے کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔

★★اس شمارے کے انگریزی حصہ میں دیگر مضامین کے علاوہ ایک مضمون Why Islam? ہے جس میں ڈاکٹر بشارت منیر مرزا صاحب مذہبی ارتقاء کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذہب اسلام کے آغاز پر روشنی ڈالتے ہیں اور پھر اسلام کا مطلب بیان کرتے ہوئے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں مذہب اسلام کی امتیازی خصوصیات بیان کرتے ہیں

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

سورج کی روشنی سے چلنے والی کاریں

آج کل دنیا میں چلنے والی کاریں اور دوسری گاڑیاں پٹرول یا ڈیزل کی مدد سے چلتی ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ چند سالوں بعد تیل کے موجودہ ذخائر ختم ہو جائیں گے جس سے نہ صرف موجودہ سفر کے نظام بلکہ حقیقتاً تمام شعبہ ہائے زندگی پر بڑا گہرا اثر پڑے گا۔ اگر اس وقت تک سائنس دان تیل کا کوئی متبادل نہ ڈھونڈ سکے تو نسل انسانی واپس تاریک زمانوں کی طرف لوٹ جائے گی۔ اس کے علاوہ تیل کے جلنے کی وجہ سے زہریلی کاربن ڈائی آکسائیڈ بھی پیدا ہو رہی ہے جو ماحول کو بڑی تیزی سے خراب کر رہی ہے۔

سائنس دان اس وقت بڑی محنت سے تیل کے متبادل تلاش کر رہے ہیں چنانچہ نیوکلیر طاقت (Nuclear Energy)، ہوا کی طاقت اور بجلی کی بیٹریوں کو متبادل کے طور پر استعمال کرنے پر تحقیق ہو رہی ہے۔ پچھلے کچھ سالوں سے قدرت خداوندی کے عطا کردہ تحفہ یعنی سورج کی روشنی کو بجلی میں تبدیل کرنے پر بڑی ریسرچ ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ سیٹلائٹ جو خلا میں چھوڑے جاتے ہیں ان کے ساتھ بڑے بڑے (Solar Cells) کے پر لگائے جاتے ہیں۔ یہ سورج کی روشنی کو برقی لہروں میں تبدیل کرتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ سیل ان پروں پر لگے ہوتے ہیں اور یہ اتنی بجلی پیدا کر سکتے ہیں کہ سیٹلائٹ بغیر کسی غیر ضروری مرمت کے خلا میں کئی سال کام کرتے رہتے ہیں۔

اب اس تجربے کو مزید بڑھا کر ایسی کاریں تیار کی گئی ہیں جو ان Solar Cells کی بنائی ہوئی بجلی کو استعمال کر کے چلتی ہیں۔ آسٹریلیا خاص طور پر اس تحقیق میں بہت آگے ہے۔ Solar Cells کو بنانے کے لئے خالص سلیکان (Silicon) کی ضرورت پڑتی ہے۔ نتیجۃً جو کاریں بنائی گئی ہیں وہ اتنی مہنگی ہیں کہ عام آدمی کی قوت خرید سے بہت باہر ہیں۔ اب وہاں کے سائنس دان نسبتاً ناخالص سلیکان سے ایسے سیل (Cells) بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جن کی قیمت خالص Cells سے تقریباً پانچ گنا کم ہوگی اگر ایسا ہو گیا تو ان شمسی کاروں کی قیمت اس حد تک کم ہو جائے گی کہ تجارتی نقطہ نگاہ سے اس کو مارکیٹ میں لایا جا سکے۔ اس طریق میں ناخالص سلیکان کی کئی بہت ہی باریک تہوں (Wafers) کو آپس میں ملایا جائے گا لیزر کو استعمال کر کے ان تہوں کو آپس میں اس طرح ملایا جائے گا کہ روشنی پڑنے پر اسے بجلی میں تبدیل کر سکیں۔

آسٹریلیا کا ارادہ ہے کہ ۲۰۰۰ء میں جب سڈنی میں اولمپک کی کھیلیں ہونگی تو تمام کی تمام بجلی انہی (Solar Cells) کی مدد سے ہی مہیا کی جائے۔ اور کیا معلوم کہ کھلاڑیوں کو مختلف کھیلوں کے میدانوں میں لے جانے والی گاڑیاں بھی Solar Cells سے چلیں۔

پرانی ریل گاڑیوں کا دلچسپ استعمال

بار برداری کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے مال بردار گاڑیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ جب بڑی لمبائی کی چیزیں مثلاً لوہے کے بڑے بڑے گرڈر (Gurder) ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے ہوں تو اس کے لئے کھلی لیکن بہت ہی مضبوط گاڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب یہ ڈبے مزید استعمال کے قابل نہیں رہتے اور بالعموم ان ڈبوں کو ایسی ریلوے لائنوں پر کھڑا کر دیا جاتا ہے جو زیر استعمال نہیں ہوتیں یا پھر بھٹیوں میں ڈال کر قابل استعمال لوہا نکال لیا جاتا ہے۔

دنیا میں اکثر قدرتی آفات مثلاً زلزلے یا تیز سیلاب آتے رہتے ہیں جن کے نتیجہ میں بعض اوقات پل ٹوٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس سے ذرائع آمدورفت میں بڑا خلل واقع ہوتا ہے۔ خاص طور پر پلوں کی تعمیر پر تو کئی ماہ لگ سکتے ہیں۔ مثلاً چند سال قبل کیلیفورنیا میں جو بڑا زلزلہ آیا اس سے بڑی سڑکیں ٹوٹ گئیں۔ جاپان کے شہر کوبے میں زلزلے نے ذرائع مواصلات کو بری طرح تباہ کیا۔ سڑکوں کی تعمیر اور پلوں کی مرمت پر کئی ماہ بلکہ شاید سال بھر کا وقت لگ جائے۔ ان ہنگامی حالات میں اس امر کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خواہ عارضی طور پر ہی سہی پلوں کی اتنی مرمت ضرور ہو جائے کہ ضروری اشیاء متاثرہ علاقہ تک پہنچائی جا سکیں۔

امریکہ کے ایک سائنس داں Bill Wattenburg کو یہ دلچسپ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ریلوے کی ان بڑی بڑی مال بردار بوگیوں کو زیر استعمال لایا جائے اور ان سے عارضی پل بنانے میں مدد لی جائے۔ ان کو استعمال کرنے سے پہلے وہ یہ یقین کرنا چاہتے تھے کہ لوہے کی یہ بوگیاں اوپر سے گزرنے والی کاروں اور دوسری بڑی گاڑیوں کا وزن برداشت کر سکیں گی۔ چنانچہ انہوں نے ضروری معلومات ایک کمپیوٹر کو مہیا کیں اور کمپیوٹر کو یہ حساب لگانے کا کام سونپا۔ کمپیوٹر کی زبان میں اس طریق کو Simulation کہا جاتا ہے۔ جب کمپیوٹر کے نتائج حاصل کرنے کے بعد انہیں یہ یقین ہو گیا کہ ان کا لوہا ابھی بھی اس قابل ہے کہ وزن اٹھانے کی اہلیت رکھتا ہے تو انہوں نے عارضی پلوں کو انجینئروں کی مدد سے بنانا شروع کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے ان بوگیوں کے پہیے اتار لئے اور پھر ان کو آپس میں ملا کر عارضی پل بنا لئے۔ اس کا عملی استعمال اس وقت ہوا جب کیلیفورنیا میں ایک شدید سیلاب سے ایک پل بہہ گیا۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی عارضی طور پر ان غیر استعمال شدہ بوگیوں سے پل بنایا گیا اور ضروری ٹریفک کے لئے یہ عارضی پل کھول دیا گیا۔ یہ پل نہ صرف بہت جلدی بن گیا بلکہ اس کو بنانے پر خرچ بھی بہت کم آیا۔

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۳۶)

ہیضہ کا ہومیو پیتھی سے زیادہ سستا اور مؤثر علاج ممکن نہیں

ہیضہ کے علاج کے لئے مختلف ہومیو ادویہ اور ان کے خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء کو
سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے
بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۱۳ ستمبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھی کلاس میں آج بطور خاص ہیضہ کے علاج کے بارے میں اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔

حضور نے فرمایا، روانڈا میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے، زائر سے ہمارا رابطہ ہے، لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہومیو پیتھک علاج کے لئے ٹیمیں وہاں بھجوائی گئی ہیں یا نہیں۔

حضور نے فرمایا ہیضہ کا ہومیو سے زیادہ سستا اور مؤثر علاج ممکن نہیں۔ ویکسی نیشن کے علاج سے بہت بھاری اخراجات اٹھتے ہیں جب کہ ہومیو پیتھک دوائیں معمولی پلاسٹک کی شیشیوں میں میٹھی گولیاں بنا کر دی جاتی ہیں۔ ان کے استعمال سے اول ہیضہ ہوگا نہیں یا ہوگا تو بہت ہلکا ہوگا۔

بنگلہ دیش میں ہیضہ پھوٹنے کے اطلاعات ملی ہیں۔

بہار اور اڑیسہ سے بھی ایسی ہی اطلاعات مل رہی ہیں۔ سیلاب آ رہے ہیں۔ اس سے قادیان کے گرد بھی خطرہ ہے کہ ہیضہ پھوٹ پڑے گا۔ جب یہ ایک دفعہ پھوٹ پڑے تو پھر بڑی تیزی سے پھیلتا ہے۔ اس پر ہم ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (W.H.O.) کی ایک فلم بھی اردو ترجمہ کر کے دکھائیں گے۔ خطرناک ڈراؤنا منظر دیکھ کر تکلیف تو ہوتی ہے مگر مجبوری ہے۔ سندھ میں بھی ہیضہ پھوٹنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ کراچی میں بھی خطرہ ہے۔ افریقہ کے ممالک بھی اس کا علاج نوٹ کریں۔ ہیضہ عالمی طور پر پھوٹ رہا ہے۔

ہیضہ کے ہومیو پیتھی کے علاج سے نہایت معمولی قیمت پر کثرت سے بنی نوع انسان کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس کی روک تھام بھی کریں اور علاج بھی کریں۔ علاج کرنے والے جہاں جائیں وہاں اپنا پانی ساتھ لے کر جائیں۔ خود کو خطرہ میں نہ ڈالیں۔ یا جہاں جائیں وہاں پانی ابال کر پئیں۔

حضور نے فرمایا ہیضہ کے لئے سلفر احتیاطی طور پر دی جاتی ہے اور جہاں وبا پھیلی ہو وہاں آرنیکا کو بھی ساتھ ملالیا جائے۔ آرنیکا عام طور پر صرف چوٹوں کے علاج کے لئے دی جاتی ہے۔ لیکن یہ بہت گہری اور فائدہ مند دوا ہے۔ وضع حمل سے پہلے اگر چند روز دی جائے تو بخار اور پیچیدگیاں نہیں ہوتیں۔ غریب ممالک میں ایسے مسائل سے عورتیں ساری عمر مصائب میں مبتلا رہتی ہیں۔ پیدائش سے پہلے آرنیکا دینے کا رواج ڈالا جائے۔

آرنیکا ملیریا کی بھی احتیاطی (Preventive) دوا ہے۔ افریقہ میں جہاں ملیریا کا رجحان پایا جائے باقاعدگی سے آرنیکا چند دن دی جائے تو ملیریا کے خلاف واضح مدافعت پیدا ہو جاتی ہے۔ ٹائیفائیڈ کے خلاف بھی اس سے مدافعت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بہت اہم دوا ہے جس سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا اور اسے صرف چوٹوں کی دوا بنا دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا وہ موسمی حالات جن میں ہیضہ ہو وہی ملیریا اور ٹائیفائیڈ کے لئے بھی ممد ہوتے ہیں۔

سلفر ۲۰۰

آرنیکا ۲۰۰ ملا کر

اگر ضرورت پڑے تو دن میں دو دفعہ بھی احتیاطی طور پر دی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر کینٹ کہتے ہیں کہ بہت اونچی طاقت میں دی جائے تو بہت مفید ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کینٹ کے بارے میں میرا تجربہ ہے کہ درست بات کہتے ہیں۔ آرنیکا ایک لاکھ یا دس ہزار کی طاقت میں حفظ ماتقدم کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے لیکن میں نے اونچی طاقت میں اس کو استعمال نہیں کیا۔ اس کا تجربہ کر کے اثرات سے مجھے آگاہ کریں۔

جب ہیضہ ہو جائے

حضور نے فرمایا جب ہیضہ ہو جائے تو کیوپرم (Cuprum) مفید ہے۔ یہ پیٹ میں خوفناک تکلیف دہ تشنج کی دوا ہے۔ چہرے پر نیلاہٹ، خون کی نالیاں اور مسلز (Muscles) سکڑ گئے ہوں، ہاتھ پاؤں مڑتے ہوں۔ اس لحاظ سے مرگی میں بھی کیوپرم بہت مفید ہے۔ تشنج کا آغاز انگلیوں اور ہاتھوں سے ہوتا ہے۔ جوڑوں کے کناروں سے تشنج شروع ہو کر اندر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ بعض دفعہ گردن بھی مڑ جاتی ہے۔ اس میں کیوپرم کی ایک دو خوراکیں بہت جلدی اثر دکھاتی ہیں۔

کافور یعنی کیمفر (Camphora) ۶ × میں یا ۳۰ میں ہیضہ کے بالکل شروع کی علامات میں مؤثر ہے۔ جہاں ہیضے کی علامات کا آغاز ہو فوراً دیں۔ ہر قسم کے ہیضہ کے آغاز میں کیمفر کام کرے گی۔ ہر بیماری کے آغاز میں مثلاً انفلوئنزا ہو رہا ہو وہاں بھی مفید ہے۔ یہ حرارت غریزی کو اٹھا دیتی ہے۔ زکام کے آغاز میں بھی فائدہ مند ہے۔ لیکن اگر بیماری بڑھ جانے کے بعد جسم ٹھنڈا ہو جائے تو وہ کیمفر کا موقع نہیں اس وقت کاربو ویج کا موقع ہے۔ ہر بیماری کے آغاز میں کیمفر دیں۔ بیماری بڑھ جائے تو کاربو ویج دیں۔

ہیضے کے بارے میں یاد رکھیں کہ کیمفر کی علامتیں پیٹ کا پھولنا، معمولی اجابت، تشنج سخت نہیں، کمزوری اور ٹھنڈے پسینے، ٹمپریچر نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ گر چکا ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور دوا ویراٹرم البم (Verat-rum Album) ہے۔ تشنج ہو مگر پنڈلیوں کا۔ کیوپرم پیٹ کے اندر کے تشنج کے لئے ہے۔ ویراٹرم البم کی بڑی علامت بڑے کھلے اسہال اور بڑی قے اس کی نمایاں پہچان ہیں۔ مریض موت اور زندگی کے درمیان لٹک جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے اکثر مریض شفا پا جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر گہری انفیکشن ساتھ شامل ہو جائے تو بپٹیشیا (Baptisia) کو یاد رکھیں۔ اس وقت جب گہری انفیکشن کی وجہ سے تمام طاقتیں ختم ہو جائیں بہت بدبودار اجابت ہو۔

ایک اور دوا اس سلسلے میں کروٹن (Croton) ہے۔ اس میں تشنج، جلدی بیماریاں، کھلے کمزور کرنے والے دست بھی ہوں۔ ایک دوا آرسینک (Arse-nic) ہے۔ ۳۰ میں یا ۲۰۰ میں دی جا سکتی ہے۔ شدید بے چین مریض بے چینی تکلیف کی وجہ نہیں بلکہ ذہنی طور پر ہوتی ہے۔ روحانی بے قراری ہے اور مریض ایک عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کسی کروٹ چین نہیں آتا۔ اس میں موت کا خوف ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایکونائٹ بھی آغاز کی دواؤں میں بہت اہم ہے۔ جہاں سے آغاز میں کیمفر کام کرنے سے رک جائے۔ وہاں اس کے بعد ایکونائٹ کی باری آتی ہے۔ بہت جلدی فیصلے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔۔ آغاز میں ایکونائٹ دینے سے بیماری کی پیچیدگیاں نہیں ہوتیں۔

حضور نے دواؤں کو دہراتے ہوئے فرمایا ہیضہ میں سب سے پہلے کیمفر دیں۔ یہ نہ ٹھیک کرے تو ایکونائٹ دیں۔ یہ نہ ٹھیک کرے تو مرض کی علامات کے تحت کاروائی کریں۔

ہیضہ کے حفظ ماتقدم کے طور پر آرنیکا ۲۰۰ اور سلفر ۲۰۰ ہفتے میں ایک دفعہ۔ مگر دن میں تین دفعہ بھی دے کر دیکھی ہے۔ ان ادویہ کی ترتیب یوں ہوگی۔ سب سے پہلے حفظ ماتقدم کے لئے آرنیکا اور سلفر، پھر کیمفر، پھر ایکونائٹ اور پھر دوسری دوائیں۔

حضور نے فرمایا کیمپوں میں جانے کے لئے کثرت سے والنٹیر ساتھ لیں۔ مقامی احمدی، غیر احمدی، غیر مسلم، عیسائی وغیرہ۔ جہاں ان مقامی لوگوں کو پہنچ ہوگی آپ کی نہیں ہو سکتی۔ پہلے ان کو ٹریننگ دیں۔ ایک سے چھ گھنٹے کی ٹریننگ ہو سکتی ہے۔ مائع (Liquid) دوا کی شیشیاں ساتھ لے جائیں اصل دواؤں سے دوائیاں تیار کریں۔ پانی کے سو قطروں میں ایک قطرہ دوائی کا یا ۹۹ قطرے پانی میں ایک قطرہ دوا ملالیں۔ دوا کی کمی بیشی کا فرق نہ کریں۔ میں نے ۱۰، ۱۰ سال اور ۱۵، ۱۵ سال دوائیاں چلائی ہیں۔ جب کم ہو جاتی تھیں اور پانی ڈال لیتا تھا۔ کبھی ایسی دواؤں نے مایوس نہیں کیا۔

دوائی بنانے کا طریق

حضور نے دوائی بنانے کا طریق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ شیشی لے کر پہلے اس پر چٹ لگائیں۔ پلاسٹک کی شیشی پر سٹکر چاہئے۔ اگر نہ ملے تو دھاگے کے ساتھ کارڈ باندھ کر شیشی کی گردن میں لٹکا دیں۔ سریش استعمال نہ کریں یہ اتر جاتی ہے۔ دوائی بنانے کی ترتیب یہ ہو کہ چپ لگانے سے پہلے Liquid ڈالیں پھر شیشی بند کر کے اسے پونچھ لیں، صاف کر لیں۔ بعد میں لیکوئڈ ڈالیں گے تو الفاظ خراب ہو جائیں گے۔ ان شیشیوں کو ایک طرف رکھتے جائیں۔ ایک شیشی اٹھائیں، ایک قطرہ ڈالیں۔ زیادہ بھی پڑ جائے تو فکر کی بات نہیں۔ مگر دوا بچانے کی خاطر ضرورت صرف ایک قطرے کی ہے۔ دو دفعہ یا زیادہ حرکت کریں۔ پھر چٹ پر ٹک لگا دیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس میں دوائی ڈال دی گئی ہے۔ اس طرح شیشیاں بنالیں۔ میٹھے کی گولیاں حاصل کر لیں۔ غانا میں افریقہ کے لئے انتظام کیا ہے۔ پلاسٹک کی شیشیوں اور گولیوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

غانا میں مکرم ظفر اللہ صاحب ہومیو پیتھ اور ان کی بیگم بھی دونوں واقف زندگی ہومیو پیتھ ہیں۔ غانا کے لئے یہ ہدایت تھی کہ سارے افریقہ کے لئے یہاں انتظام ہو۔ یہ بڑے ذہین ہیں۔ ایجادات کا سلیقہ اور طریقہ آتا ہے۔ یورپ کی گولیاں بنانے والی مشینیں انہوں نے خود بنالی ہیں۔ کثرت سے گولیاں بنا بنا کر بھجوائیں تاہم جہاں گولیاں نہ پہنچ سکیں وہاں سادہ میٹھا لے کر اس میں دوائی ڈال لیں۔ تاہم یہ طریق بہتر نہیں ہے۔ تاہم اگر گولیاں نہ ملیں تو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان، بنگلہ دیش اور افریقہ کے لئے ہدایت ہے کہ دوائیاں لیں اور رپورٹ دیں۔ مقامی ٹیمیں تیار کرنا نہ بھولیں۔

شادی خانہ آبادی

۲۲ جولائی ۱۹۹۵ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ سعدیہ مقصود صاحبہ بنت مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب (لندن) کی تقریب رخصتی، ہمراہ مکرم ثاقب رشید صاحب منعقد ہوئی جس میں ازراہ شفقت سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی شرکت فرمائی۔ اس سے پہلے مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے نکاح کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ یہ شادی فریقین کے لئے دین و دنیا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

بقیہ: ــــ (جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کی کاروائی کی مختصر روداد) ــــ

☆ پاکستان کو "ناپاکستان" بنا دیا گیا ہے۔ اسلام آباد کا اسلام سے خاص تعلق نہیں ــــ مجید نظامی۔
(نوائے وقت لاہور، ۸ جون ۱۹۹۴ء)

☆ ملک "ڈاکوستان" بن چکا ہے ــــ نواز شریف۔
(روزنامہ پاکستان، ۱۴ جون ۱۹۹۴ء)

☆ رشوت کا بازار گرم ہے۔ تھانے نیلام گھر بن چکے ہیں ــــ میاں عبدالکریم صدر ادارہ صوت الاسلام۔
(مشرق ۱۸ جون ۱۹۹۴ء)

☆ ملک میں جنگل کا قانون ہے۔ انگریز کے پٹھو حکمران معیشت گروی رکھ چکے ہیں ــــ قاضی حسین احمد۔
(روزنامہ خبریں ۱۸ جون ۱۹۹۴ء)

☆ اسمبلی اس لئے نہیں بنی کہ ماؤں بہنوں کو گالیاں دی جائیں۔ (جنگ ۳ جنوری ۱۹۹۵)

☆ حکمرانوں اور سیاست دانوں کی بداعمالیوں کی سزا عوام کو مل رہی ہے ــــ پگارو۔
(نوائے وقت ۱۲ جون ۱۹۹۵ء)

☆ جس ملک میں انصاف نہ ہو وہاں بغاوتیں ہوتی ہیں ــــ ریٹائرڈ چیف جسٹس یعقوب علی خان۔
(جنگ ۲۲ جنوری ۱۹۸۶ء)

☆ ہماری عدالتیں بھی کرپشن کا شکار ہو چکی ہیں۔ فیصلے تک ریڈر لکھتے ہیں۔ ایس ایم ظفر۔
(جنگ ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء)

☆ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے لیکن یہاں اسلام ہے نہ جمہوریت ــــ مولانا فضل الرحمان۔
(جنگ ۵ جنوری ۱۹۹۱ء)

حضور نے فرمایا یہ پاکستان کی فارن افیئرز کمیٹی کے سربراہ ہیں اور یہ صاحب پاکستان کے خرچ پر ملک ملک دورے کرتے رہے ہیں۔ یہ جن کا ایمان ہے کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے نہ یہاں اسلام ہے نہ جمہوریت ہے وہ پاکستان کے حق میں باہر جاکر کیا پروپیگنڈہ کریں گے۔

☆ گورنر پنجاب جنرل محمد اقبال خان صاحب کہتے ہیں:
امن وامان کی حالت خراب ہے۔ ماضی میں ایک ڈاکہ پڑنے پر ہلچل مچ جاتی تھی اب روزانہ آٹھ نو ڈاکوں کو بھی معمول کی بات سمجھا جاتا ہے۔ (خبریں ۸ جنوری ۱۹۹۴ء)

☆ غلام عباس، مشیر برائے اینٹی کرپشن وزیر اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں:
فائلیں دیکھ کر دماغ گھوم گیا ہے۔ لگتا ہے ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ء تک صرف کرپشن ہی ہوئی ہے۔
(جنگ ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء)

☆ ولی خان صاحب کہتے ہیں:
یہاں پیسوں کی جھنکار پر الیکشن لڑے جاتے ہیں۔ اسمبلی کی بولیاں لگتی ہیں۔ کوئی نیا چور ہے تو کوئی پرانا چور ہے۔ (خبریں ۲ فروری ۱۹۹۴ء)

☆ فضل الرحمان صاحب، جو نیشنل اسمبلی میں فارن افیئرز کمیٹی کے سربراہ ہیں کہتے ہیں:
جہاں تک پاکستان کی اساسیت کا سوال ہے تو یہ فراڈ اعظم تھا جو اسلام کے نام پر کھیلا گیا۔

☆ سید فیصل صالح حیات کہتے ہیں:
بلدیاتی اداروں میں ۸۰ کروڑ کا گھپلا۔ (جنگ ۱۷ جنوری ۱۹۹۴ء)

پاکستان میں مساجد کی بے حرمتی اور بربادی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان میں مساجد کی بے حرمتی اور بربادی کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس کا آغاز جماعت احمدیہ کی مساجد کی بے حرمتی سے ہوا اور اب یہ سلسلہ رک نہیں سکتا۔ کثرت کے ساتھ ایسے واقعات آئے دن اخباروں میں چھپ رہے ہیں کہ ایک دوسرے کی مسجدوں پر حملے کرتے، جوتوں سمیت گھستے، لڑائیاں کرتے، سامان لوٹتے اور مسجدوں کو آگ لگا دیتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔

عوام کی محافظ ــــ پولیس

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان ٹی وی پر ایک شعر اکثر دہرایا جاتا تھا کہ:

پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی ☆☆ کریں دل سے ان کی مدد آپ بھی

☆ گورنر پنجاب الطاف حسین کیا کہتے ہیں:
سابق دور میں بدمعاشوں کو پولیس میں بھرتی کیا گیا ان کے خلاف کاروائی کریں گے۔
(روزنامہ پاکستان ۵ اپریل ۱۹۹۵ء)

☆ پولس کا گھوڑا بے لگام ہو چکا ہے لگام دینا پڑے گی۔ (ڈی آئی جی گوجرانوالہ)۔
(روزنامہ پاکستان ۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء)

☆ ۱۹۹۲ء کے دوران ملک میں انسانی حقوق کی پامالیوں میں سرفہرست پولیس رہی جبکہ اس کے ساتھ رینجرز، فرنٹیر کانسٹیبلری اور فوج بھی ملوث ہے۔
(۱۹۹۲ء میں پاکستان میں انسانی حقوق کی رپورٹ، جاری کردہ سیاسی کونسلر سفارت خانہ امریکہ)

پولیس کی شرمناک حرکتیں

اخبارات میں پولیس کی شرمناک حرکتوں پر جو خبریں شائع ہوئی ہیں ان کے نمونے بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

☆ راوی کے پل پر تھانہ مناواں کے اے ایس آئی کا خاتون کے سینے پر رقص۔ یہ رقص دو گھنٹے جاری رہا۔ لوگ خاموش تماشائی بنے رہے۔ (مساوات ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء)

☆ شاہدرہ پولیس کا کچی آبادی پر حملہ، لوگوں پر سرعام تشدد، عورتوں کے کپڑے پھاڑ دئے۔
(جنگ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۳ء)

☆ ملتان میں پولیس کا شب خون، خواتین کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور باہر پھینک دیا۔
(روزنامہ پاکستان ۷ دسمبر ۱۹۹۳ء)

☆ اٹھارہ ہزاری پولیس کا ۹ ماہ کی حاملہ کو برہنہ رقص کا حکم۔ (پاکستان ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء)

☆ تھانیدار کے کمرے میں حاملہ پر تشدد اور اجتماعی زیادتی۔ (جنگ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۲ء)

☆ قانون کے محافظ یا عزت کے لٹیرے۔ حوا کی بیٹی تھانے میں باپ کے سامنے بے آبرو ہوتی رہی۔
(جنگ ۱۴ فروری ۱۹۹۳ء)

حضور نے فرمایا یہ میں باقی دنیا کی باتیں نہیں کر رہا۔ پاکستان کی باتیں کر رہا ہوں۔ کسی دشمن قوم کے ذریعہ یہ باتیں نہیں ہو رہیں بلکہ خود پاکستان کی عزت و ناموس کی حفاظت کے ادارے ان حرکتوں میں ملوث ہیں اور اپنی ماؤں بہنوں کی عزتیں لوٹ رہے ہیں۔

☆ "دارالامن" جہاں تھانیدار ۴ روز تک لڑکی کی عزت سے کھیلتے رہے۔ (نوائے وقت ۱۷ دسمبر ۱۹۹۳ء)

☆ سی آئی اے کے حوالدار نے گینگ ریپ کے بعد خاتون کو زندہ جلا دیا۔ (جنگ ۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء)

☆ کانسٹیبلوں سمیت ۳ افراد نوجوان لڑکیوں کے ساتھ گینگ ریپ کرتے ہوئے گرفتار۔
(ڈیلی بزنس رپورٹ ۱۰ اپریل ۱۹۹۴ء)

☆ پولیس اہلکاروں کے گینگ ریپ کی تصدیق ہو گئی۔ (مساوات ۱۵ جون ۱۹۹۴ء)

کراچی سے خیبر تک!

کراچی ــــ اخبارات کی سرخیوں میں

☆ کراچی میں خون کی ہولی۔ کراچی میں موت کا راج۔

☆ کراچی کے شعلوں سے اسلام آباد کا دامن بچ نہیں سکے گا۔

☆ کراچی میں ہڑتال، ۱۵ افراد ہلاک، چناب ایکسپریس بھی نذر آتش۔

☆ ایم کیو ایم کے متحارب دھڑوں میں مصالحت تک کراچی جلتا رہے گا۔

☆ کراچی تباہ، تباہ حال کراچی۔

☆ اب تو کراچی میں ہلاکتوں، بربادیوں اور تباہیوں کی وارداتیں اس کثرت سے ہونے لگی ہیں اور یہاں پر شہریوں کے بنیادی حقوق کی جس وسیع پیمانے پر خلاف ورزی بلکہ بے حرمتی ہو رہی ہے اس کے پیش نظر بین الاقوامی میڈیا میں کشمیر میں ہونے والے تشدد کو وہ اہمیت حاصل نہیں رہی۔

کراچی کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ میں نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو خطبہ جمعہ میں کہا تھا:

"اگر یہ باز نہیں آئیں گے تو آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ پھر یہ قوم اپنے ملک کے ظالموں کے تحت نہیں بلکہ غیر ملک کے ظالموں کے سپرد کر دی جائے گی"۔

حضور نے فرمایا پس جہاں تک پہلے حصہ کا تعلق ہے وہ آپ نے دیکھ لیا ہے۔ اس وقت یہ قوم کلیۃً اپنے ہی ملک کے ظالموں کے سپرد ہو چکی ہے۔ اگر خدا نخواستہ اب بھی انہوں نے نصیحت نہ پکڑی، یہ عبرتناک واقعات ان کی آنکھیں کھولنے میں ممد نہ ثابت ہوئے تو پھر جو خدا کی اگلی تقدیر ہے وہ بھی آپ اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں میں نے گزشتہ سال بعض ملاؤں کے لئے بددعا کی خاص حالات میں اجازت دی تھی۔ اب میں ساری جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا ہوں کہ اپنی قوم کو بچانے کے لئے، اس ملک کو بچانے کے لئے جس میں احمدیت، ہجرت کے بعد پناہ گزیں ہوئی، جہاں سے خدا کے فضل سے تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچایا گیا اور بڑی کامیابی سے پہنچایا گیا، اس ملک کو بچانے کے لئے دردناک دعائیں کریں، گریہ و زاری کریں اور خدا کی منتیں کر کے اس ملک کو دوبارہ مانگ لیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بہت پہلے اپنی ایک رؤیا کے حوالے سے یہ تنبیہ کی تھی کہ اگر اہل پاکستان نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کی اور ظلم و ستم سے باز نہ آئے تو اسے ایک طرف کراچی اور دوسری طرف شمال سے خطرہ درپیش ہوگا۔ چنانچہ اس وقت بھی جب یہ رؤیا بیان کی تھی تو اس قسم کے حالات ظاہر ہوئے تھے۔ اب بھی کراچی کا حال نمونۃً آپ سن چکے ہیں اور شمال میں سوات مالاکنڈ میں بھی حالات خراب ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ ایسی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں جس سے خدا کی انگلی اشارے کر رہی ہے کہ نہایت خطرناک وقت قریب آ چکے ہیں۔ دعائیں کرو اور کوشش کرو کہ قوم کی کثرت ہدایت کی طرف مائل ہو جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کا رحم نازل ہو۔ حضور نے سوات کے تازہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نفاذ شریعت کے سینکڑوں افراد زخمی ہوئے، سینکڑوں کو گرفتار کیا گیا۔ بغاوتیں پھیلیں، خونی جھڑپیں ہوئیں۔

(نوائے وقت ۲۰ جون ۱۹۹۵ء و روزنامہ پاکستان ۲۱ جون ۱۹۹۵ء)

یہ سارے واقعات بتا رہے ہیں کہ بعینہ اسی طرح شمال اور جنوب سے خطرات ملک کے قریب آ رہے ہیں بلکہ اندر داخل ہو چکے ہیں۔

بارش اور سیلاب کے نتیجے میں تباہی و بربادی

اس پہلو سے حضور نے بعض اخباری خبروں کے عنوانات کا ذکر کیا کہ:

☆ ملک بھر میں خونی بارش اور سیلاب، کئی سو افراد ہلاک، ہزاروں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

☆ بپھرے دریاؤں نے ہزاروں گھر اجاڑ دئے۔ ملک بھر میں تباہی۔

☆ قیامت کی بارش، دریاؤں نے دیہات کے نشان مٹا دئے، سینکڑوں ہلاک و لاپتہ۔

☆ سندھ میں پانچ لاکھ افراد سیلاب سے متاثر ہوئے۔

☆ بلوچستان، اندرون سندھ اور پنجاب کے علاقوں میں ہزاروں مکان گر گئے۔ فوج طلب کر لی گئی۔

☆ وزیر آب پاشی اور محکمہ کے افسران اسے قدرتی آفت قرار دے رہے ہیں۔

☆ دریا ابل پڑے، پورا ملک لپیٹ میں آگیا۔ سینکڑوں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ۔ لاکھوں افراد بے گھر، فصلیں، پل، سڑکیں اور مکانات تباہ۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں ۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ" ۔ (حقیقۃ الوحی)

حضور نے فرمایا کہ معروف کالم نگار ارشاد احمد حقانی لکھتے ہیں:۔

"یہ معاشرہ پاؤں کے ناخن سے سر کی چوٹی تک جرم، کرپشن، منافقت، اقرباء پروری، ظلم تعدی، استحصال، بے حسی، بے رحمی، فرض ناشناسی اور انسان دشمنی کی لپیٹ میں آچکا ہے" ۔

حضور نے فرمایا یہ اسلام ہے جو ان مولویوں نے کمایا ہے۔ یہ اسلام ہے جو ہمیں وطن سے نکالنے کے بعد اس ملک میں نافذ کیا گیا ہے اور آج تک ان کو حیا نہیں آئی کہ اس حالت کا نام اسلام رکھ رہے ہیں۔

پھر یہ لکھتے ہیں:۔

" ہم دن رات اسلام کی حقیقی تعلیمات اور تقاضوں کو پاؤں تلے روند رہے ہیں۔ ہمارے اکابرین (الاماشاء اللہ) قرآن کے الفاظ میں "اکابر مجرمیہا" کی تعریف میں آتے ہیں۔ ہماری حیات اجتماعی کا ہر گوشہ غضب الٰہی کو دعوت دینے والے اعمال و افعال میں لت پت اور گردن گردن پھنسا ہوا ہے" ۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۷ نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۵)

اور اب مولوی بھی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں:

☆ مولوی محمد اکرم اعوان اپنے ایک مضمون بعنوان "دین ابراہیمی" میں لکھتے ہیں:

"ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم زبان سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مانتے ہیں، اللہ کی کتاب کو مانتے ہیں، آخرت کو مانتے ہیں، حشر و نشر کو مانتے ہیں، قیامت کو حساب دینے کو تیار ہیں لیکن حساب کس بات کا۔ کھاتے ہیں کافروں کی طرح، کماتے ہیں کافروں کی طرح، ملکی قانون کافرانہ، ملکی نظام کافرانہ، چناؤ اور حکومت بنانے کا طریقہ کافرانہ، حکومت کرنے کا طریقہ کافرانہ، معاشی نظام سودی اور کافرانہ۔ یہ کون سا اسلام ہے جو ہم نے اپنایا ہوا ہے۔ یعنی جس پر نظریات بھی کافر کے ہیں، اعمال بھی کافر کے ہیں، معیشت بھی کافر کی ہے، سیاست بھی کافر کی ہے، قانون بھی کافر کا ہے اور ہم مسلمان ہیں" ۔ (ماہنامہ المرشد جولائی ۱۹۹۵ء)

مولوی منظور احمد چنیوٹی

آخر پر حضور نے فرمایا کہ ایک ایسا مکروہ مولوی ہے جس کا نام لیتے ہوئے بھی طبیعت کراہت محسوس کرتی ہے اور نام اس کا منظور چنیوٹی ہے۔ اور بلا شبہ اس میں کوئی شک نہیں کہ دراصل نامنظور نام ہونا چاہئے تھا۔ خدا کی عدالت میں یہ نامنظور شخص ہے۔ اس شخص نے بڑی تعلیاں دکھائی ہیں، بڑے جھوٹ بولے ہیں، بڑے گندے کردار کا مظاہرہ کیا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھاگ کر خدا کی پکڑ سے بچ جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے کس طرح اسے پکڑا ہے ، رسوا کیا ہے، ذلیل کیا ہے۔ اب میں اس عبرت کے نشان کو آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ ہمارا بھی ایک خدا ہے اور زندہ خدا ہے۔ وہ بھی ہماری غیرت رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح جھوٹوں کو ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔

حضور نے جو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا پہلے تو یہ اس سے فرار کے بہانے تلاش کرتا رہا پھر بالآخر پکڑا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے مجبور کر دیا مباہلے کو قبول کرنے پر اور ۱۹۸۸ء ہی میں مباہلہ کے سال میں اس نے اعلان کیا کہ:

"اگلے سال ۱۵ ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی" ۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۷ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

حضور نے فرمایا کہ جب منظور چنیوٹی کی یہ تعلی میرے علم میں آئی تو میں نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۵ نومبر ۱۹۸۸ء میں اس کا ذکر کیا کہ:۔

"انشاء اللہ تعالیٰ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے۔ ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے۔ منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو ایک ملک ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو۔ اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں احمدیت از سرنو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثرت کے ساتھ مردوں کو زندہ کر رہی ہے۔

پس ایک وہ اعلان ہے جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا اور ایک یہ اعلان ہے جو میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ثابت ہو اور میں جھوٹا نکلوں" ۔

اس پر پھر اس نے فرار کا راستہ اختیار کیا کہ اپنے پہلے بیان سے پھر گیا اور خدا نے دوسرے اعلان میں بھی اس کو جھوٹا کر دیا۔ میں نے ۱۵ نومبر ۱۹۸۸ء کو خطبہ دیا تھا اس سے پہلے اس نے اپنے پہلے بیان کی کوئی تردید نہیں کی لیکن جب لوگوں نے توجہ دلائی تو اس نے یہ اعلان کیا کہ میں نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء تک مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری قادیانی جماعت کی تو بات کی نہیں تھی" ۔ حضور نے فرمایا اس لئے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء میں اس کے مطابق میں مر چکا ہوں۔ لیکن ایسا زندہ ہوا ہوں کہ ابدالآباد تک زندہ رہوں گا، انشاء اللہ اور یہ بدبخت ایسا مرا ہے ک اب کبھی زندہ نہیں ہو سکے گا ۔ یہ نہ صرف اس دن مر چکا بلکہ اس کی ذلتوں کی کہانی کا آغاز اس دن سے ہوا ہے۔

مولوی منظور چنیوٹی اور ذلتوں کی مار

☆ اپنے دست راست اور عقیدت مند کی نظر میں ان کا مقام کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

محمد یار شاہد جو منظور چنیوٹی کے دست راست تھے، نے ان کے بارے میں بیان دیا:

"محمد یار شاہد نے کہا کہ اگر اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے تو اہم انکشافات کروں گا جس سے ان پردہ نشینوں کے اصل کرتوتوں سے شہریوں کو آگاہی ہوگی" ۔

(ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد ۲۶ ستمبر ۱۹۸۸ء)

☆ حلقہ مولویاں اور قریبی ساتھیوں کی نظر میں منظور چنیوٹی کا مقام۔

قاری یامین گوہر صاحب نے زیر عنوان " منظور چنیوٹی نے محض چندہ بٹورنے کے لئے ختم نبوت کا لیبل لگا رکھا ہے" چنیوٹ میں جلسہ سے خطاب کیا اور کہا:

"مولوی منظور احمد چنیوٹی ان دونوں تنظیموں میں سے کسی کے کارکن یا مبلغ نہیں لیکن اس شخص نے محض چندہ بٹورنے کے لئے اپنے اوپر مبلغ ختم نبوت کا لیبل لگایا ہوا ہے .... اس پر طرہ یہ کہ اس نے بعض مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لگا کر علماء اسلام کے خلاف نفرت کا بیج بویا" ۔

☆ اللہ یار ارشد نے جو خود احمدیت کا معاند ہے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا جو روزنامہ حیدر میں بعنوان "پنجاب اسمبلی میں مولانا منظور چنیوٹی کا کردار ملت اسلامیہ کی رسوائی کا سبب بنا" شائع ہوا:۔

"مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ختم نبوت کے نام کو بیچ کر قوم سے ووٹ حاصل کئے اور پنجاب اسمبلی میں جا کر جو مذموم کردار ادا کیا وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے رسوائی کا سبب بنا۔ انہوں نے کہا قوم کے ساتھ یہ دھوکہ بازی ہم ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ جھوٹ اس کا مشن ہے، دھوکہ اس کا پیشہ ہے اور صوبائی اسمبلی میں معافی مانگ کر اس شخص نے ختم نبوت کے پروانوں کے سر جھکا دئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے نام پر قوم سے چندہ بٹور کر اس نے اپنی ذاتی جاگیریں اور ڈیرے بنائے ہوئے ہیں" ۔

(روزنامہ حیدر راولپنڈی یکم نومبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۲)

حضور نے فرمایا دیکھیں ذلت کے سامان کب سے شروع ہوئے ہیں اور پھر کس تیزی سے آگے بڑھتے ہیں اور وہ سال ختم ہو جاتا ہے لیکن رسوائی کے دن ختم نہیں ہوئے اور مسلسل جاری ہیں۔

☆ دانشور طبقے میں مولوی صاحب کی حیثیت یہ ہے کہ ملک کے نامور شاعر اور دانشور علامہ سید محسن نقوی نے کہا

"مولانا چنیوٹی اپنے علاقہ میں مذہبی منافرت پھیلانے اور فرقہ وارانہ تعصب کے زہر سے فضا کو مکدر کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ علامہ محسن نقوی نے مطالبہ کیا کہ منظور احمد چنیوٹی کو اس کے غیر شریفانہ رویہ کی بنا پر اسمبلی کی رکنیت سے خارج کیا جائے۔ (روزنامہ مساوات ۲۳ دسمبر ۱۹۸۸)

☆ اب دیکھئے علماء کونسل کے نزدیک یہ کیا ہیں۔ لکھا ہے۔

"پاکستان علماء کونسل ملک میں مذہب کے نام پر سیاسی دوکانیں چمکانے والے تاجر ملاؤں کا محاسبہ کرے گی۔ مولوی منظور احمد چنیوٹی عملاً اسمبلی کی رکنیت کھو چکے ہیں اور اب وہ صرف چنیوٹ کے کھال فروش قصاب کے سوا کچھ بھی نہیں ...... " (روزنامہ مساوات لاہور۔ ۲۹ اپریل ۱۹۸۹ء)

☆ امن کمیٹی لاہور کی نظر میں مولوی صاحب کا کردار:

"امن کمیٹی کے صدر عبدالسلام خان صاحب بلدیہ عظمٰی لاہور کے سابق کونسلر بشیر احمد صاحب اور شمالی لاہور کے سماجی راہنما محمد ریاض صاحب نے ایک مشترکہ بیان میں مولوی صاحب کے بیانات کو مضحکہ خیز اور شرانگیز قرار دیا اور مولوی صاحب کو فرمان الٰہی کی تفریق کرنے والا اور منافقانہ سوچ رکھنے والا قرار دیا" ۔

(روزنامہ مساوات لاہور ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء)

Earlsfield Properties

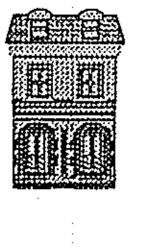

RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT - VEGETABLE & CHICKEN SAMOSAS LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

☆ اب دیکھیں ان کے اپنے شہر چنیوٹ کے باسی انہیں کس طرح دھتکارتے ہیں:۔
روزنامہ امروز ۷ جولائی میں چنیوٹ کے شہریوں کی قرارداد درج ہے جس میں انہوں نے ان کی مذموم اور رسوائے زمانہ کاروائیوں کے پیش نظر یہ مطالبہ کیا کہ "مولانا چنیوٹی کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا جائے"۔

منظور چنیوٹی ــــ پنجاب اسمبلی میں

پنجاب اسمبلی کے اجلاسوں کی رپورٹس جو اخبارات میں شائع ہوتی رہیں ان سے چند حوالے.

☆ مولوی صاحب نے اپنے ناشائستہ الفاظ واپس لئے اور ایوان سے معذرت کی۔
(نوائے وقت لاہور ۲۱ دسمبر ۱۹۸۹ء)

☆ سپیکر نے مولوی صاحب کے ریمارکس اور الفاظ کو نازیبا اور ناشائستہ قرار دیا۔
مولوی صاحب کو ناشائستہ الفاظ پر تین بار معذرت کرنا پڑی۔
مولوی صاحب ناشائستہ خطاب کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ (روزنامہ حیدر راولپنڈی ۲۲ دسمبر ۱۹۸۸ء)

☆ سپیکر نے مولانا چنیوٹی کو سختی سے کہا کہ وہ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی سپیکر اسمبلی اور ایوان کے فیصلے پر بہت سیخ پا ہوئے اور وہ سپیکر اور ایوان کے خلاف مسلسل نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے واک آؤٹ کر گئے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی جس وقت واک آؤٹ کر کے جا رہے تھے اس وقت فضل حسین راہی نے کہا کیا ہی اچھا ہو اگر مولانا چنیوٹی ہمیشہ کے لئے واک آؤٹ کر جائیں۔
(روزنامہ مساوات لاہور ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۷)

☆ پنجاب اسمبلی میں راہی نے کہا "یہ سرکاری مولوی ہے" ذاکر نے کہا "یہ فتویٰ فروش مولوی ہے"۔ اسلم گورداسپوری صاحب نے کہا "مولانا صرف ملک میں فساد چاہتے ہیں ان کو کوئی خطرہ نہیں"۔
(روزنامہ جنگ یکم مارچ ۱۹۸۹ء)

☆ ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء کو جو اسمبلی میں بحث ہوئی اس میں مولوی صاحب کا رسوائے زمانہ، گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلمان رشدی کے ساتھ ذکر کیا گیا بلکہ ان کی قیمت اس سے زیادہ ڈالی گئی۔ چنانچہ سلمان تاثیر صاحب رکن اسمبلی نے مولوی صاحب کی یوں "عزت افزائی" کی کہ "اگر اس سے کم قیمت لگائی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مولانا صاحب کی توہین ہے۔ کیونکہ سلمان رشدی کی قیمت تین ملین ڈالر ہے اور مولانا صاحب کی کم از کم چھ ملین ڈالر ہونی چاہئے"۔

اسمبلی کے اجلاس ۲۸ مئی ۱۹۸۹ء میں مولوی چنیوٹی کے متعلق تبصرے

☆ وہ ایک مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافر ہو گئے ہیں۔
☆ ان کو مولانا نہیں کہا جا سکتا یہ ایک عالم دین کی توہین ہے۔ (اس پر چنیوٹی صاحب نے کہا کہ یہ آپ حکومت سے پوچھیں کہ میں مولانا ہوں یا نہیں) ایک ممبر نے کہا اصل میں ہم لاعلمی میں انہیں مولانا کہتے رہے ہیں۔
☆ مولانا کے ایمان کی کمزوری درست کی جائے! ☆ منظور چنیوٹی بلیک میلر ہے۔ ☆ منظور چنیوٹی کا نکاح ٹوٹ گیا! ☆ اگر ان کا نکاح ٹوٹ گیا تو ان کی اولاد کیا کہلائے گی۔ ☆ ان کو کوڑے لگائے جائیں! ☆ کوڑے نہیں اسلام میں دروں کی سزا ہے! ☆ بقیہ اجلاس کے لئے ان کا داخلہ ایوان میں روک دیا جائے! ☆ مولانا کی زبان پر کنٹرول کیا جائے ورنہ ہم خود ہی کر سکتے ہیں! ☆ مولانا کو معافی مانگنی چاہئے ورنہ لوگ انہیں فتویٰ فروشی کا الزام دیں گے! ☆ آخر میں مولانا نے ایوان سے معافی مانگ لی۔

حضور نے فرمایا کہ منظور چنیوٹی جب اپنی اس بات میں بھی جھوٹا نکلا تو اس نے کہا کہ "مرزا طاہر احمد پر خدا کی گرفت اور عذاب نازل ہو چکا ہے۔ اور اس وقت جس خوف اور ذلت کی زندگی گزار رہا ہے وہ موت سے بدتر ہے"۔

حضور نے فرمایا کہ یہ زندگی ہے کہ ملک ملک سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ محبت میں گرفتار پروانے چلے آ رہے ہیں اور مجھے دیکھتے ہیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں اور میری آنکھیں بھی ٹھنڈی کرتے ہیں۔
حضور نے فرمایا کہ مولوی نے جو یہ کہا کہ دیکھو اس پر کیسی ذلتوں کی مار پڑ رہی ہے۔ آج آپ گواہ ہیں اور تمام دنیا کے براعظم گواہ ہیں کہ ذلتوں کی مار اس طرح پڑی ہے کہ آج خدا کے فضل سے ۸ لاکھ سے زائد خدا کے بندے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔
حضور نے فرمایا کہ منظور چنیوٹی کے متعلق ایک بات اسمبلی کے ممبر نے یہ بھی کہی تھی کہ مصیبت یہ ہے کہ اس مولوی کو حیا کوئی نہیں۔ اگر حیا ہوتی تو اب تک خود اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا لگا کر مر چکا ہوتا۔ اس لئے کہ بہت سی پھانسیاں روز اس کے مقدر میں تھیں۔ آئے دن کی ذلتیں دیکھنا اس کی تقدیر بن چکا تھا اور بن چکا ہے۔

حضور نے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آپ فرماتے ہیں:
"یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلاوے .... اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ **میں تجھے عزت دونگا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے**۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیش گوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ۔ ہریک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا"۔

حضور نے فرمایا آج جو آپ نشان دیکھ رہے ہیں جو بکثرت آسمان سے نازل ہو رہے ہیں یہ کیوں اتر رہے ہیں۔ کس کی پیش گوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ سنئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے۔ اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگان خدا! کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی)

حضور نے فرمایا آج ایک سو سال گزر چکے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ کے ایک عاجز غلام کی صورت میں خدا نے دوبارہ وہ نشان جاری فرمائے ہیں۔ کتنے ہی دشمن ہیں جو اس عاجز سے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک اور رسوا اور ذلیل ہو چکے اور کتنے آسمانوں سے فضلوں کو آپ نے نازل ہوتے ہوئے پہلے بھی دیکھا تھا، آج بھی دیکھا ہے اور دیکھتے چلے جائیں گے۔ ایسے نظارے خدا نے اپنے فضلوں کے دکھائے ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے آسمان کی آنکھ نے کبھی ایسے نظارے نہیں دیکھے تھے کہ بیک وقت شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب سے سینکڑوں قومیں ایک ہی وقت میں بیعت کر کے ایک ہاتھ پر بیعت کر کے ایک الٰہی سلسلہ میں داخل ہوں اور نعرہ تکبیر سے تمام دنیا گونج اٹھے۔

حضور نے فرمایا، اے مسیح موعود کے غلامو! حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جہاں جہاں دنیا کے کونے کونے میں میری آواز پہنچ رہی ہے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ نہیں کہ خدا کی قسم مسیح موعودؑ سچے تھے۔ خدا کی قسم مسیح موعود سچے تھے، خدا کی قسم مسیح موعود سچے تھے۔ اس پر حاضرین نے بے اختیار نعرہ ہائے تکبیر اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی جے کے نعرے بلند کئے۔ اور افریقن دوستوں نے مل کر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا ورد شروع کیا۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام حاضرین بھی ان کے ساتھ مل کر یہ پاکیزہ کلمات گانے لگے۔ یہ نہایت ہی روح پرور منظر تھا۔ حضور نے فرمایا کہ آئیے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے ساتھ ہم اس اجلاس کی کاروائی کو دعا پر ختم کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی اور یوں جلسہ سالانہ برطانیہ کی یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

"تیرا خدا کہتا ہے کہ آسمان سے ایسے زبردست معجزات اتریں گے جن سے تو راضی ہو جائے گا۔ سو ان میں سے اس ملک میں ایک طاعون اور دو سخت زلزلے تو آ چکے جس کی پہلے سے میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی۔ مگر اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ زلزلے اور آئیں گے۔ اور دنیا ان کی غیر معمولی چمک کو دیکھے گی اور ان پر ثابت کیا جائے گا کہ یہ خدا کے نشان ہیں جو اس کے بندے مسیح موعود کے لئے ظاہر ہوئے"۔
(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد صـ ۳۹۸)

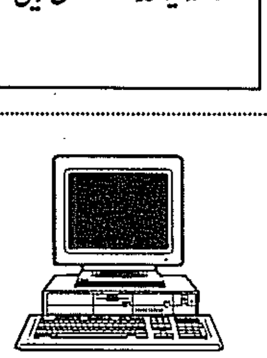
DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

تمام انسان ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں

سائنس دانوں کو اس بات کی گواہی (Genetic - Evidence) مل گئی ہے کہ تمام دنیا کے انسان ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں جو دو لاکھ ستر ہزار سال قبل افریقہ میں کہیں رہا کرتا تھا۔ اس تحقیق سے اس تھیوری کو تقویت پہنچی ہے کہ موجودہ انسانیت نسبتاً بہت تھوڑا عرصہ قبل افریقہ میں ارتقاء پذیر ہوئی تھی۔

یہ تحقیق مختلف یونیورسٹیوں (Yale, Harvard, Chicago,) میں بیک وقت کی گئی اور تینوں ہی وائی کروموسوم (Y Cromosome) کا تجزیہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دنیا بھر کے (Genetic Roots) مشترکہ ہیں۔ وائی کروموسوم وہ ہیں جو جنین (Embryo) میں نومولود کو لڑکا بناتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو پہلی تحقیق کی گئی تھی اس کا نقطہ مرکزیہ یہ تھا کہ وہ جینز (Genes) جو صرف مائیں بچوں کو منتقل کرتی ہیں اس کا مطالعہ کر کے انسانی وراثتی تاریخ کا سراغ لگایا جائے۔ اس تحقیق کے نتیجہ میں ایک افریقی حوا کا تصور ابھرا اور اب جدید تحقیق سے ایک افریقی آدم یا ایک جماعت کا تصور پیدا ہوا ہے جہاں سے انسان ارتقاء کے منازل طے کر کے موجودہ حالات تک پہنچا۔ پہلی تحقیق ۱۹۸۷ء میں کی گئی تھی اور دوسری آٹھ سال بعد۔

تحقیق نے اڑتیس آدمی تمام دنیا سے چنے اور ان کے ڈی این اے کا تجزیہ کیا اور سب جینز میں مشابہت (Genetic Similarity) پائی گئی جس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ دنیا کے تمام انسان جو آج تک زندہ ہیں ایک ایسے قبیلہ کی اولاد ہیں جن کی تعداد چند ہزار ہوگی اور وہ ۲۷۰،۰۰۰ سال پہلے افریقہ کے علاقہ میں کہیں رہا کرتا تھا۔ اس وقت وہی لوگ موجودہ نوع انسانی کی نمائندگی کرتے تھے۔ اس تحقیق نے نوع انسانی کی عمر ۲۷۰،۰۰۰ سال قرار دی ہے جبکہ پہلی تحقیق نے اس کی عمر دو لاکھ سال قرار دی تھی اور یہ دونوں اندازے کافی حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ عرصہ زمین کی عمر کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ جیسے جیسے وہ انسان پھیلتے گئے تو رنگ و نسل کے اختلافات پیدا ہوتے گئے۔

لیکن اس تھیوری کے بالمقابل ایک اور تھیوری بھی چل رہی ہے اور موجودہ تھیوری نے اس کی صحت کو للکارا ہے۔ وہ تھیوری یہ ہے کہ موجودہ انسانی نسلیں تقریباً دس لاکھ سالوں سے دنیا کے مختلف حصوں میں علیحدہ علیحدہ ترقی کر رہی تھیں اور ان کا جد امجد افریقہ میں بسنے والا (Homo Erectus) تھا۔ یعنی کسی ایک گروپ سے نہیں پھیلیں۔ البتہ نئی تحقیق نے اس خیال کو رد کر دیا ہے کہ کوئی ایک آدمی یا ایک عورت یا جوڑا موجودہ نسل انسانی کا جد امجد تھا۔ وہ کہتے ہیں اس طرح کا ہمیں کوئی ثبوت نہیں ملا۔ جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ چند ہزار کی آبادی سے تمام نسل انسانی وجود میں آئی ہے۔ اس گروپ کے ازدواجی تعلقات بھی آپس میں ہی رہے اور کسی دوسرے گروپ سے نہیں ہوئے جس کے نتیجہ میں ارتقائی تبدیلیوں نے اسے تدریجاً اپنے اوپر کے ورثاء سے مختلف بنا دیا۔

(ماخوذ از لاس اینجلیز ٹائمز اور واشنگٹن پوسٹ)

غور طلب بات یہ ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں میں کوئی نہ کوئی قدر مشترک ضرور ہے اور ان کے وجودوں میں ایک ایسی چیز ہے جو نوع انسان کو ایک "نفس واحدہ" سے منسلک کرتی ہے۔ اور اگر سب انسان ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں تو رنگ و نسل اور ذات پات کے جھگڑوں کا کیا جواز ہے؟

چین میں قحط الاسماء

چین میں قحط الرجال نہیں قحط الاسماء ہے۔ یعنی آدمی بہت ہیں نام بہت تھوڑے۔ یہاں کروڑوں لوگ ہیں جن کے خاندانی نام (Surname) لی (Li)، وانگ (Wang)، وو (Wu)، اور (Xu) ہیں۔ چین میں صرف دس ہزار خاندانی نام ہیں جن میں سے بھی صرف نصف نام ہی عام استعمال میں ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ۷۰ فیصد آبادی جو ستر کروڑ سے زائد ہے ان کے صرف ایک سو خاندانی نام ہیں۔ (اس کے مقابلہ میں جاپان جو آبادی میں چین کا صرف دسواں حصہ ہے ان کے ہاں ۱۱۰،۰۰۰ خاندانی نام مستعمل ہیں)۔ سب سے زیادہ نام لی (Li) ہے جو دس کروڑ آدمیوں کا نام ہے۔ یہ اتنا عام نام ہے کہ چین کی حکومت کے بارہ وزراء میں سے چار کا نام "لی" ہے۔ چین کی آبادی فروری میں ۱۲۰۰ ملین (ایک ارب بیس کروڑ) تک جا پہنچی ہے۔ اتنی آبادی میں ناموں کے اشتراک سے ہم نام شخصوں سے متعلقہ بہت سی باتوں میں اتنا خلط ملط واقع ہو جاتا ہے کہ ان کے لئے اور حکومت کے لئے پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن لوگ ناموں کے بارہ میں بہت قدامت پسند واقع ہوئے ہیں اور نام رکھنے میں اکثر والد کی مرضی چلتی ہے اور وہ بیٹے کو اپنا خاندانی نام دینے پر اصرار کرتا ہے۔ اب حکومت لوگوں کو آہستہ آہستہ اس طرف لا رہی ہے کہ لوگ ناموں کا دائرہ وسیع کریں۔ مثلاً والدہ کو بھی بچہ کا نام اپنے نام پر رکھنے کی ترغیب دلائی جائے یا ایسے نام رکھے جائیں جو ماں باپ دونوں کے ناموں کو ملا کر رکھے جائیں۔ لیکن ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک لوگوں کی سوچ بچوں اور ان کے ناموں کے بارہ میں نہ بدلے۔

چینی لوگ اس مشکل کا حل یوں بھی کر سکتے ہیں کہ بجائے ایسے نام دھرنے کے جو محض شناخت کے لئے ہوتے ہیں اور ان کا مطلب نہیں ہوتا وہ اپنی لغت سے خوبصورت بامعنے الفاظ ڈھونڈ کر ان کو بطور نام استعمال کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے تو دوسری زبانوں سے جو نام اچھے لگیں وہ لے کر ان کو چینی شکل دے دیں۔ (جیسے روسی خیر کو خیروف اور شیر کو شیروف کہتے ہیں) اس طرح ان کی مشکل بھی حل ہو جائے گی اور ناموں کی چینیت (بمعنی شیرینی) بھی برقرار رہے گی۔ مشورہ حاضر ہے آگے ان کی مرضی۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
8th September 1995- 21st September 1995

Friday 8th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars -ul-Hadith
12.00	MTA Variety: Bait Bazi Nasirat-ul-Ahmadiyya from Pakistan Rabwah VS Rawalpindi
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 16, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih (repeat)
2.40	Nazm
2.45	"Guldasta"
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Saturday 9th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Hadith
12.00	Bosnia Desk: Bosnians with Huzur at Ba'at-ul-Rasheed, Hamburg Germany. 31/5/1995 1st part
1.00	MTA News
1.30	Around The Globe
2.00	Children's Corner: Children's meeting with Imam Ata-ul-mujeeb Rashid sahib
3.00	Nazm
3.05	MTA Variety: Islamisch Press schau, programme from Germany
3.40	Qaseedah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's programmes

Sunday 10th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith English Translation
12.00	Eurofile: A letter From London, by: Ameer Jama'at UK
12.30	MTA Variety
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner, "Lets Learn Salat", with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib.
2.00	Question Answer Session with Huzoor in Germany
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programme

Monday 11th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 17, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around The Globe: A Visit To Spain
2.00	Natural Cure: Homoeopathy lesson. (repeat) No. 24
3.00	Nazm
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	MTA Variety: Programme from Germany
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 12th September

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul-Nabi (S.A.W)
12.00	Medical matters: Child's Health Care
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 17 Part 2
1.00	MTA News
1.30	MTA Lifestyle: Al Maidah Cooking programme
2.00	Natural Cure: Homoeopathy Lesson (repeat) No. 25
3.00	Nazm
3.10	Canada Speaks: Meet our friends
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 13th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 18 part 1
1.00	MTA News
2.00	Quran Class, Tarjumatul Quran Class, (repeat) No. 23
3.00	Nazm
3.05	MTA Variety
3.30	MTA Variety: Seerat Sahaba of Hazrat Massih-E-Maud (a.s.w). About Hadhrat Hafiz Muin-un-Din, by Laiq abed sahib
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 14th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Mulfoozat
12.00	Medical Matters: Dr. Mujeeb-ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, lesson 18 part 2
1.00	MTA News
1.30	Around The Globe
2.00	Quran Class: Tarjumatul Quran (repeat) No. 24
3.00	Nazm
3.05	MTA Variety: Quiz Programme, Hijri Shamsi - Zahoor
3.30	Children Corner: Tarteel-Ul- Quran Lesson 8
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Friday 15th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars -ul-Hadith
12.00	MTA Variety: Bait Bazee Nasirat-ul-Ahmadiyya Pakistan, Mirpur Khas VS Kharian
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 19, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih
2.40	Nazm
2.45	"Guldasta"
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Saturday 16th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Hadith - English
12.00	Bosnia Desk: Bosnians with Huzur at Ba'at-ul-Rasheed, Hamburg Germany. 31/5/1995 2nd part
1.00	MTA News
1.30	Around The Globe
2.00	Children's Corner: Children's meeting with Imam Ata-ul-mujeeb Rashid sahib
3.00	Nazm
3.05	MTA Variety: programme from Germany
3.40	Qaseedah.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's programmes

Sunday 17th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith with English Translation
12.00	Eurofile: A letter From London, by: Ameer Jama'at UK
12.30	MTA Variety
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner, "Lets Learn Salat", with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib.
2.00	Mulaqat with Huzoor
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programme

Monday 18th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 19, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around The Globe: A Visit To Spain
2.00	Natural Cure: Homoeopathy lesson. (repeat) No. 26
3.00	Nazm
3.05	Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30	MTA Variety: Programme from Germany
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programme

Tuesday 19th September

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul-Nabi (S.A.W)
12.00	Medical matters with Dr. Mujeeb ul Haq Khan sahib.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 20 Part 1
1.00	MTA News
1.30	MTA Lifestyle: Al Maidah Cooking programme
2.00	Natural Cure: Homoeopathy Lesson (repeat) No. 27
3.00	Nazm
3.10	Canada Speaks: Tech talk
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 20th September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Hadith
12.00	Eurofile: An Interview with Ladies fro Indonesia
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 20 part 2
1.00	MTA News
1.30	MTA Lifestyle: Sewing Lesson
2.00	Quran Class, Tarjumatul Quran Class No. 25
3.00	Nazm
3.05	MTA Variety
3.30	MTA Variety: Seerat Sahaba of Hazrat Massih-E-Maud (a.s.w). About Hadhrat Mufti Muhammad Sadiq Sahib
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 21st September

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Mulfoozat
12.00	Medical Matters: First aid, by Dr. Mujeeb-ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, lesson 21 part 1
1.00	MTA News
1.30	Around The Globe
2.00	Quran Class: Tarjumatul Quran (repeat) No. 26
3.00	Nazm
3.05	MTA Variety: Quiz Programme, Hijri Shamsi - Tabook
3.30	Children Corner: Tarteel-Ul- Quran Lesson 9
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Hazoor". Programmes or their timings may change without prior notice.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol. 2 Friday, September 8, 1995 No. 36

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ اگست ۱۹۹۵ء کو بعد از نماز جمعہ مسجد فضل لندن میں حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی:

☆ مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ، (جرمنی)۔
☆ مکرم ابراہیم صاحب آف سکاٹ لینڈ (بوزنیا میں شہید ہوئے)۔
☆ مکرمہ عائشہ صاحبہ اہلیہ کرنل سلطان محمد صاحب آف اٹک، (آپ چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی بیٹی تھیں)۔
☆ مکرم ڈاکٹر نعیم اللہ میر صاحب (بریڈ فورڈ)۔
☆ مکرم بشیرالدین خالد مومن صاحب (آف بنگلہ دیش حال دبئی)۔
☆ مکرم میاں جہانگیر وٹو صاحب (وساویوالہ ضلع اوکاڑہ)۔
☆ مکرم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب (لاہور)۔
☆ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عنایت اللہ صاحب بہلولپوری۔
☆ مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب درویش (قادیان)۔
☆ مکرمہ شاکرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ لطیف الرحمان صاحب۔
☆ مکرم ملک نصراللہ خان صاحب ابن مکرم ملک سلیم اللہ خان صاحب (جرمنی)۔
☆ مکرم فیصل مسعود صاحب (طالب علم یوکرین)۔
☆ مکرمہ حسن آفتاب بیگم صاحبہ بنت محمد عباس خان صاحب مرحوم (پشاور)۔
☆ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عطاء اللہ صاحب کھوکھر (امریکہ)۔
☆ مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ لفٹیننٹ کرنل بشیر احمد صاحب مرحوم آف مراڑہ (سیالکوٹ)۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علّیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جلسے کے دنوں میں کوشش کریں کہ آپ کے مہمان زیادہ سے زیادہ وقت جلسے کے دوران جلسے ہی میں رہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ تقریر کس کی ہے کیونکہ تقریر کسی کی بھی ہو خدا کی خاطر ایک تیار کرنے والے نے آپ کی مہمانی تیار کی ہے اور اس کو آپ کو قبول کرنا چاہئے

جرمنی میں گاڑیوں کی حیرت انگیز سستی انشورنس
FRAUEN NUR 125%FUR ANFANGER
MANNER NUR 175%FUR ANFANGER
فوری تفصیلی معلومات کے لئے جوابی خط ارسال کریں
(FUR MJV-VERSICHRUNGBURO)M.HANIF SABIR
37269-ESCHWEGE JASMIN WEG-4, GERMANY

شذرات

(م۔ا۔ح)

چند روز ہوئے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں بی بی سی کے دفتر اور نمائندہ کی رہائش گاہ پر شرپسندوں کے ایک ہجوم نے حملہ کیا، وہاں پر موجود سامان کی توڑ پھوڑ کی اور عملہ کے افراد اور رہائشی حصہ میں مقیم اہل خانہ کو ہراساں کیا۔ اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے ملک کی وزیر اعظم نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے:

"یہ حملہ مٹھی بھر گمراہ عناصر کی انتہائی بزدلانہ کاروائی ہے۔ اس حملے میں جو لوگ ملوث ہیں انہوں نے اپنے کاز کی کوئی خدمت نہیں کی ہے۔ وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ وزیر داخلہ یہ معلوم کریں کہ حملہ آور ہتھیار لے کر اسلام آباد میں کیسے آ گئے جو اسلحہ سے پاک شہر ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۶ اگست ۱۹۹۵ء)

یعنی وزیر اعظم کو یہ فکر نہیں ہے کہ یہ گمراہ عناصر یا بزدل لوگ کون ہیں البتہ انہیں یہ غم مارے ڈال رہا ہے کہ حملہ آور اسلام آباد میں ہتھیار کیسے لے آئے۔ ان شرپسندوں کا نام لیتے ہوئے ملک کی سب سے زیادہ باخبر ہستی شرماتی ہیں (یا ڈرتی ہیں) اور انہیں یہ علم نہیں کہ یہی شرپسند حملہ آور علی الاعلان اپنے اسلحہ کی نوعیت اور مقدار بتا چکے ہیں۔ ان کے بموں، گولی بارود، بندوقوں اور میزائلوں کے ذخیرے ان کی ناک کے عین نیچے اسلام آباد میں ہیں۔ حکومت کے ادارے یہ سب کچھ جانتے ہیں، ارباب اقتدار کو بتا چکے ہیں، اخباروں کے لئے کئی اعلامیے جاری ہوئے ہیں حتی کہ ہم جیسے گوشہ نشینوں کے پاس بھی تراشوں کے انبار میں موجود ہیں۔ اب یہ پوچھنا کہ اسلام آباد میں کیسے آ گئے وہی ہے کہ ۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

لیکن وزیر اعظم کی اس مشکل کو سپاہ صحابہ پاکستان کے سربراہ اور جرنیل مولانا ضیاء الرحمان فاروقی نے حل کر دیا ہے۔ اسی اخبار میں ان کی ایک تقریر مذکور ہے جس میں موصوف نے ڈنکے کی چوٹ پر اس واردات کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ فرمایا:

"چھ ماہ سے بی بی سی سپاہ صحابہ کے خلاف شر انگیز مہم چلا رہا ہے۔ مولانا اعظم طارق پر بنائی جانے والی فلم ۵۵ ویں مرتبہ دکھا کر اسلحہ شو کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ روز بی بی سی اسلام آباد کے دفتر کے سامنے سپاہ صحابہ کا احتجاجی مظاہرہ اسی منفی طرز عمل کا نتیجہ تھا۔ میں آج بھی خبردار کرتا ہوں کہ جب بھی بی بی سی آئندہ یہ فلم دکھائے گا اس کے اگلے روز ہی احتجاج ہوگا"۔

قارئین کرام نے حکومت کی بے بسی دیکھی کہ وہ حملہ آوروں کو "بزدل" کا طعنہ دے رہی ہے ادھر حملہ آوروں کے سربراہ دھڑلے سے کہہ رہے ہیں کہ ہاں یہ "احتجاجی" مظاہرہ ہم نے کیا تھا اور پھر بھی کریں گے۔ ہمارا جو کرنا ہے کر لو۔ بی بی سی سے کہو کہ اعظم طارق والی فلم دکھائے اور اس سے اگلے روز ہم ایسا سبق پھر اسے سکھائیں گے۔ وزیر اعظم فرماتی ہیں "یہ لوگ سخت سزا کے مستحق ہیں" مولانا فاروقی کہتے ہیں "ہم ہیں وہ لوگ جنہوں نے بی بی سی کو اس حملہ نمبر ایک کی صورت میں متنبہ کیا ہے"۔

اب اقراری مجرموں کو پکڑ کر کیفر کردار کو پہنچانے میں کیا امر مانع ہے؟ یہ قصہ زمین تو بر سر زمین طے ہوتا رہے گا لیکن یہاں انگلستان میں بیٹھے بٹھائے سپاہ صحابہ کے ہمدردوں کی درفنطنی ملاحظہ فرمائیں۔ لندن سے جاری کردہ ایک پریس ریلیز کے مطابق:

"مرکزی جمیعت علماء برطانیہ کے رہنماؤں مولانا صاحبزادہ امدادالحسن نعمانی، مولانا قاری محمد طیب عباسی، مولانا قاری امداد اللہ قاسمی .... (وغیرھم۔ ایک درجن۔ ناقل) نے اپنی کی مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اس حملہ سے سپاہ صحابہ پاکستان کا کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان میں کسی دہشت گردی اور تخریب کاری سے اس جماعت کا کوئی واسطہ نہیں۔ ان رہنماؤں نے حکومت پاکستان سے پر زور مطالبہ کیا کہ بی بی سی کے دفتر پر حملہ آوروں کو سخت ترین سزا دی جائے جنہوں نے تشدد کی راہ اختیار کر کے پاکستان کے وقار کو مجروح کیا ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۸ اگست ۹۵ء)

ہے نا کمال؟ سپاہ صحابہ کے جرنیل کا دعویٰ ہے کہ یہ "احتجاجی" حملہ ہم نے کیا ہے اور ماں سے زیادہ چاہنے والے ان کے نادان دوست انہیں اس کریڈٹ سے محروم کرنے پر مصر ہیں۔ اسے کہتے ہیں:

من چہ سرائم و طنبورہ من چہ سرائد

یہ ان کے دوست ہیں یا درپردہ دشمن؟

ہمارا جی تو چاہتا ہے کہ یہاں جھگڑے کی اصل جڑ یعنی اعظم طارق والی فلم کا کچھ ذکر کریں مگر یہ مختصر کالم اس بے حد ابلاغی تصویری رپورٹ کی ذو معنی تفاصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ فقط ضیاء الرحمان فاروقی کے نشان کردہ حصے کو لے لیتے ہیں جس میں موصوف نے شکایت کی ہے کہ یہ فلم بار بار دکھا کر بی بی سی نے سپاہ صحابہ کے اسلحہ کی (بے جا) نمائش کی ہے۔ ان کے راز کو فاش کیا ہے۔ ان کی کلاشنکوفیں "شو" کر کے انہیں بدنام کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس فلم میں سپاہ صحابہ کے جیالوں کے پاس جو اسلحہ نظر آتا ہے کیا وہ بی بی سی کے لئے فلم بنانے والوں نے زبردستی ان کے ہاتھوں میں تھما کر تصویر کشی کی تھی۔ کیا اعظم طارق جب بندوقوں کے جھرمٹ کے درمیان پوز بنا بنا کر بیٹھا تھا تو وہ بی بی سی کی طرف سے کسی دباؤ کے نیچے تھا یا پھر یہ سارا اسلحہ محض مصنوعی تھا اور "شو" مارنے کے لئے دکھایا جا رہا تھا۔ یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا یہ فلم ان جرنیلوں کرنیلوں کی لاعلمی میں بنائی گئی تھی یا خود ان مہم جوؤں نے بی بی سی کے نمائندوں کو مدعو کیا تھا اور بڑے چاؤ سے میک اپ کر کے اپنی مرضی کے سین دکھائے اور اپنی پسند کی تقریریں ریکارڈ کرائیں اور آخر میں اعظم طارق سے جو انٹرویو پیش کیا گیا کیا وہ بھی بالجبر تھا؟

حقیقت یہ کہ اپنی طاقت کا مظاہرہ اور حکومت کو خوف زدہ کرنے کے لئے انہوں نے خود یہ ڈرامہ رچایا تھا۔ آپ نیوتہ بھیج کر بی بی سی اور انڈیپنڈنٹ ٹیلی ویژن کی ٹیموں کو بلایا اور اپنی اداکاری کے جوہر دکھائے، پہلے سے لکھے ہوئے مکالمے بولے اور سوچا کہ اس طرح دنیا پر خوب دھاک بیٹھ جائے گی۔ جب نتیجہ الٹ نکلا اور ان کے مذموم ارادوں اور مجرمانہ سرگرمیوں کا بھانڈا پھوٹنے لگا تو بی بی سی اور چینل فور کے لتے لینے لگے کہ ہماری فلم ۵۵ ویں بار کیوں دکھاتے ہو لیکن

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد